THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Monday, February 20, 2012
(78th Session)
Volume II, No. 02
(Nos. 01- 02)

CONTENTS

		Pages
1.	Recitation from the Holy Quran…………	1
2.	Leave of Absence……………………….	2
3.	Legislative Business:	
	• The Domestic Violence (Prevention and Protection) Bill, 2012…………………………..….	6-18
	• The Constitution (Twentieth Amendment) Bill, 2012…...…….	19-63
4.	Address of Prime Minister of Pakistan…..	64-70

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad.

Volume-II No. 02 SP.II(02)/2012 135

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, February 20, 2012

The Senate of Pakistan met in the National Assembly Hall (Parliament House) Islamabad, at fifty minutes past five in the evening with Mr. Acting Chairman (Mr Jan Muhammad Khan Jamali) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ۔ وَلَا تَسْتَوِى الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ؕ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ۔ وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ۔ وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔

ترجمہ: اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔ اور اس سے بہتر کس کی بات ہے جس نے لوگوں کو اللہ کی طرف بلایا اور خود بھی اچھے کام کیے اور کہا بے شک میں بھی فرمانبرداروں میں سے ہوں اور نیکی اور بدی برابر نہیں ہوتی (برائی کا) دفعیہ اس بات سے کیجیے جو اچھی ہو۔ پھر ناگہاں وہ شخص جو تیرے اور اس کے درمیان دشمنی تھی ایسا ہو گا گویا کہ وہ مخلص دوست ہے اور یہ بات نہیں دی جاتی مگر انہیں جو صابر ہوتے ہیں اور یہ بات نہیں دی جاتی مگر اس کو جو برا بخت والا ہے اور اگر آپ کو شیطان سے کوئی وسوسہ آنے لگے تو اللہ کی پناہ مانگیے بے شک وہی سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے۔

(حٰم السجدۃ آیات ۳۳ تا ۳۶)

Leave of Absence

جناب قائم مقام چیئرمین: رخصت کی درخواستیں لیتے ہیں۔ چھٹی کی درخواستیں میں پڑھ دیتا ہوں۔ پروفیسر ساجد میر ناسازی طبیعت کی بناء پر گزشتہ 77th اجلاس کے دوران مورخہ 31 جنوری تا 10 فروری اجلاس میں شرکت نہیں کر پائے تھے، اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: جناب عبد الغفار قریشی ذاتی مصروفیات کی بناء پر گزشتہ 77th اجلاس کے دوران مورخہ ۳ تا ۹ جنوری اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: ملک صلاح الدین ڈوگر نے ناسازی طبیعت کی بناء پر حالیہ مکمل اجلاس کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: Madam تو ادھر نہیں ہیں لیکن we can wait میرے خیال میں بیسویں ترمیم پر ابھی تک کچھ مذاکرات چل رہے ہیں۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: سرکار کی تلاش ہے۔ جہاں کہیں سرکار مل جائے، اسے کچھ نہیں کہا جائے گا، ایوان میں آجائے۔ اس سے پہلے کہ کارروائی کو آگے بڑھایا جائے، اسلام الدین شیخ صاحب آپ کو اعتماد میں لے لیں۔ اسلام الدین شیخ صاحب! floor آپ کے پاس ہے۔

سینیٹر اسلام الدین شیخ (چیف وہپ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب! دو مہینے پہلے floor of the House پر میں نے یہ یقین دہانی کرائی تھی کہ خواہ وہ اپوزیشن کے ممبر ہوں یا treasury members ہوں، ان سب کے جو funds تین سال کے lapse ہوئے سب بحال ہو جائیں گے۔ الحمد للہ آج وہ سارے بحال ہو چکے ہیں۔ ان کے letters بن رہے ہیں۔ میں نے ممبران

کو یہ یقین دہانی کرائی ہے کہ جب تک آپ کے ہاتھ میں letter نہ آجائے، اس وقت تک آپ ہمارے حق میں جو بھی بولنا چاہیں، بولیں لیکن اس matter پر نہ بولیں۔ میں وہ letter ابھی پانچ منٹ میں ان کو پیش کروں گا۔ یہاں میں جناب پرائم منسٹر صاحب کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گا۔ یہ funds اس لیے lapse ہوئے تھے کہ ملک میں سیلاب آیا تھا اور سیلاب کی وجہ سے ADP کے fund کو آدھا کر دیا تھا۔ میرا بیٹا بھی MNA ہے تو ان کے funds lapse پڑے ہیں لیکن پرائم منسٹر صاحب نے مہربانی کی ہے انہوں نے کہا کہ 50 Senators retire بھی ہو رہے ہیں تو ان کو پورے پورے funds ملنے چاہئیں کیونکہ کچھ کام ایسے ہیں جو ہو چکے ہیں، کچھ ادھورے رہ گئے ہیں تو پھر غلط ہو جائے گا۔ لہٰذا سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اللہ کے فضل سے یہ کام ہو گیا ہے اور میرے خیال میں دس منٹ میں یہ letter ان کے ہاتھ میں پہنچ جائے گا۔ دوسرا ہمارا جو بہت بڑا privileges کا pending issue پڑا ہوا تھا، ظاہر ہے کہ ہم نے بھی retire ہونا ہے، retire ہونے کے بعد ان کو وہ سارے privileges ملیں، اس کا بھی آج مکمل issue notification ہو گیا ہے اور میں آپ سے اجازت چاہوں گا کہ سب ممبران آجائیں اور یہ notification ان کے سامنے رکھ دیا جائے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: یعنی property of the House بنا دیں؟

سینیٹر اسلام الدین شیخ: جی۔ یہ دے دیں اور انشاء اللہ within 15 minutes، ابھی چھ بجے ہیں، سوا چھ یا ساڑھے چھ بجے تک میں ان کو sanction letters جو amounts lapsed ہیں، وہ میں ان کو provide کر دوں گا۔ میں پرائم منسٹر صاحب کا مشکور ہوں اور اپنے ممبران کا بھی کہ انہوں نے جس صبر، تسلی و تشفی سے میری معاونت کی۔ گو کہ میں انہی کا ساتھی ہوں۔ کسی نے سختی بھی کی، کسی نے پیار بھی کیا، بہرحال میں ان سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ اچھا ہے کچھ سفید ریش سینیٹرز کا خیال آگیا۔ سینیٹر شریف لوگ ہیں۔ جی سلیم سیف اللہ خان۔

سینیٹر سلیم سیف اللہ خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین! پرسوں میں نے یہ issue raise کیا تھا اور میں حکومت وقت، وزیراعظم اور شیخ صاحب کا مشکور ہوں، انگریزی میں کہتے ہیں کہ thank God for the last minute کہ اچھا ہے کہ last minute میں بھی ہمارے funds مل گئے۔ یہ funds عوام کی فلاح و بہبود کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ یہ ہماری

جیبوں میں نہیں جاتے۔ اس لیے میں
on behalf of all my colleagues, I would like to thank the Government, the Prime Minister and the Chief Whip for releasing these funds.

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ رحمت کاکڑ صاحب۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈووکیٹ: شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب! خدا کرے کہ شیخ صاحب کی پیشگوئی درست ثابت ہو کہ 5 سے 10, 15, 20, 25 minutes اور آدھے گھنٹے تک بات چلی گئی ہے، ہم پھر بھی شیخ صاحب اور حکومت کو مبارکباد دیتے ہیں کہ انہوں نے آخری لمحے میں ایک اچھا قدم اٹھایا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ شیخ صاحب کی ex-parliamentarians کے privileges and official passport کے لیے کاوشیں رہی ہیں یا ان کی lodges کی accommodations کے حوالے سے بھی کاوشیں تھیں، ان میں ایک سقم رہ گیا ہے، اگر شیخ صاحب اس کی تصحیح فرما دیں کیونکہ Parliament کے member کے spouse کو اس میں mention نہیں کیا گیا، اس کو ذرا note فرمایا جائے۔ آپ کا شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شیخ صاحب! spouse کا note کر لیں۔ جی اسمٰعیل بلیدی صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: جناب! میں سب سے پہلے شیخ صاحب کا مشکور ہوں کہ انہوں نے اس House میں دو، تین مہینے پہلے assure کیا تھا اور آج انہوں نے اس پر عمل کر کے دکھایا ہے۔ جناب چیئرمین! اس سے پہلے بھی بات ہوئی تھی اور میں اس دن موجود نہیں تھا، اس میں ایک بات یہ ہے کہ ہماری family کے passport کے لیے mention نہیں ہے۔ انہوں نے Chamber میں یقین دہانی کرائی تھی لیکن آپ ruling دیں کیونکہ ایک Senator کا relative اس سے منسلک ہوتا ہے، اس کے لیے کسی الگ قانون کی ضرورت نہیں ہے۔ وزیر قانون کو بتایا جائے کہ وہ اس کو باقاعدہ notify کریں۔

دوسری بات یہ ہے کہ ہم جب visa کے لیے apply کرتے ہیں، پہلے exercise یہ تھی کہ وہ window سے ہمارا passport لیتے تھے، اب یہ مراعات ہیں کہ visa note حاضر سینیٹروں کو ملتا

ہے، ہمیں بھی وہ مراعات ملنی چاہئییں۔ میں آخر میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں، آپ دو باتوں کی ruling دیں اور یہ ان کو اس میں شامل کریں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شیخ صاحب! ایک تو spouse کو ضرور لے آئیں، دوسری بات یہ ہے کہ آپ parliamentarians کی عزت رکھنے کے لیے ان کو Parliament کا permanent entry card دے رہے ہیں تا کہ وہ یہاں پر اپنی چیزیں Senators Services Centre میں جمع کروا دیا کریں۔ ہم نے بھی retire ہونا ہے، آج کی Treasury Benches کل کی Opposition بنے گی اور آج کی Opposition کل کی Treasury Benches بنے گی، ہم روایات قائم کر جائے تو بہتر ہو گا۔ میں کہہ رہا ہوں کہ Parliamentarians retirement کے بعد مراعات مانگ رہے ہیں، ہم پر service کے دوران جو کچھ الزامات لگتے ہیں، وہ اپنی جگہ پر ہیں۔ جی شیخ صاحب۔

سینیٹر اسلام الدین شیخ: جناب چیئرمین صاحب! جب یہ مسئلہ آیا تو میری Chairman Committee سے بات ہوئی، انہوں نے کہا کہ یہ ہماری غلطی ہے، یہ ہمارے House کی کمیٹی کی غلطی تھی کہ وہ اس کو clear کر دیتی۔ میں نے آج Prime Minister صاحب سے یہ بات clear کرالی ہے اور انہوں نے کہا کہ ہم اس کو دوبارہ کر دیں گے۔ میں آج اس کو issue کرا لوں تو spouse کا اس میں شامل ہو جائے گا۔

(اس موقع پر ایوان میں اذان مغرب سنائی دی)

جناب قائم مقام چیئرمین: اسلام الدین شیخ صاحب! آپ بات مکمل کریں پھر نماز کا وقفہ کرتے ہیں۔

سینیٹر اسلام الدین شیخ: جناب! میں بات مکمل کرتا ہوں، جہاں تک ہمارے honourable Member اسمٰعیل بلیدی صاحب کا spouse والا مسئلہ تھا، میں نے اس کے بارے میں عرض کر دیا ہے کہ وہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس کا 1, 2, 3 and 4 ہے، آپ اس کا 5th پڑھ لیں تو اس میں لکھا ہوا ہے کہ "all normal courtesies extended to the member of *Majlis-e-Shoora* (Parliament) by diplomatic mission abroad" ان کی position بھی یہی رہے گی کہ ہم Senators کے visa کے لیے بھیجتے ہیں تو Foreign Affairs ایک letter issue کرتا ہے کہ ان کو visa issue

کر دیں جو کہ ایک introductory and recommendatory بھی ہوتا ہے۔ یہ سب مجلس شوریٰ میں ہر وقت پہنچ سکتے ہیں اور ان کو وہی position حاصل ہے جو sitting Member کو ہو گی تو یہ جب بھی آئیں گے اور جانا چاہیں گے تو ان کو کسی line میں لگنے کی ضرورت نہیں ہے، وہ letter ان کو issue ہو گا۔ Thank you very much.

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ اب نماز کا وقفہ کرتے ہیں، امید ہے کہ Treasury Benches اپنے معاملات طے کر کے نماز اور کچھ نوافل پڑھ کر آئیں گے تاکہ نماز پڑھنے کے بعد معاملہ جلدی طے ہو جائے۔ مغرب کی نماز کے لیے آدھے گھنٹے کا وقفہ کرتے ہیں۔

(The House was then adjourned for Maghrib prayers)

(نماز مغرب کے وقفہ کے بعد ایوان کی کارروائی زیر صدارت جناب قائم مقام چیئرمین (جناب جان محمد خان جمالی) دوبارہ شروع ہوئی۔)

Legislative Business

The Domestic Violence (Prevention and Protection) Bill, 2012

Mr. Acting Chairman: We may now take up Item No. 2. Mrs. Nilofar Bakhtiar may move Item No. 2.

Senator Nilofar Bakhtiar: Thank you sir, allow me to move this Bill. I need the leave of this House to introduce a Bill to make provisions for protection against domestic violence [The Domestic Violence (Prevention and Protection) Bill, 2012].

Mr. Acting Chairman: Now I put the motion before the House.

(The motion was carried)

(Thumping of desks)

Mr. Acting Chairman: The motion was carried and the leave to introduce the Bill is granted. Mrs. Nilofar Bakhtiar please move Item No. 3.

Senator Nilofar Bakhtiar: Sir, I beg to introduce the Bill to make provisions for protection against domestic violence [The Domestic Violence (Prevention and Protection) Bill, 2012].

Mr. Acting Chairman: The Bill as introduced stands referred to the Standing Committee concerned. We may now take up Item No. 4. Mian Raza Rabbani, move item No.4. Yes, madam you want to say something.

رضا صاحب! میڈم کچھ کہنا چاہتی ہیں۔ جی۔

سینیٹر نیلوفر بختیار: جناب چیئرمین! میری آپ سے گزارش یہ ہے کہ یہ وہ Bill ہے جو قومی اسمبلی میں ہم خواتین، ، سول سوسائٹی کی آرگنائزیشنز اور پارلیمنٹیرینز کی مشترکہ جدوجہد کے بعد بڑی مشکل سے پاس ہو کر کمیٹی کے پاس گیا، کمیٹی نے اس پر deliberations کیں، اس کے بعد یہ سینیٹ میں پہنچا۔ جب سینیٹ میں پہنچا تو بد قسمتی سے یہ Bill سینیٹ آف پاکستان میں lapse ہوگیا۔ جناب والا، آپ جانتے ہیں کہ ہم میں سے کچھ پارلیمنٹیرینز کے سینیٹ آف پاکستان میں آخری آخری ایام ہیں اور میری اس ملک میں اپنی خواتین کی community سے یہ commitment ہے۔ میں یہ clear کرنا چاہتی ہوں کہ یہ Bill صرف خواتین کے لیے نہیں ہے۔ بچوں، بزرگوں، مرد حضرات میں سے جو بھی گھر کی چاردیواری کے اندر تشدد کا شکار ہوتا ہے یہ ان سے متعلقہ ہے۔ اس پر کمیٹی کی deliberations ہوچکی ہیں۔ یہ وہ ایوان ہے جس نے ہمیشہ میرا ساتھ دیا ہے، میں اس ایوان سے، اپنی بہنوں سے خاص طور پر اور اپنے بھائیوں سے مودبانہ گزارش کرتی ہوں کہ اس پر مزید وقت کمیٹی میں ضائع نہ کیا جائے، یہ Bill approved ہے، اس پر پورے پاکستان میں consensus develop ہوچکا ہے۔ آج ہمیں support چاہیے۔ 85% عورتیں اس ملک میں اس وقت تشدد کا شکار ہیں۔ اس لمیے کے ساتھ ہم اس ملک میں جی رہے ہیں، اگر اس کا ازالہ کرنا چاہتے ہیں تو میں آپ سے گزارش کرتی ہوں کہ اس Bill کو کمیٹی میں بھیجنے کی بجائے یہاں سے پاس کرکے واپس قومی اسمبلی میں بھیج دیا جائے جہاں سے یہ ہمارے پاس آیا تھا اور ہماری کوتاہی سے یہ lapse کر گیا تھا۔

جناب والا، میں ایک اور چیز بھی بتانا چاہتی ہوں کہ آج یہ Bill صرف ICT کے لیے ہے۔ اس Bill کی جو وسعت تھی وہ مختصر ہو گئی ہے صرف اس لیے کہ اٹھارھویں ترمیم کے بعد یہ اختیارات اب صوبوں کے پاس چلے گئے ہیں۔ خدارا! ICT کے لیے آج یہ Bill approve کر دیں تاکہ صوبے اس کو رول ماڈل بنالیں۔ اور جب صوبوں کے پاس یہ رول ماڈل بن جائے گا تو پاکستان کی عورت کے لیے تشدد کے حوالے سے یہ ایک بہت بڑی پیش رفت ہوگی۔ میں اس ایوان سے جو اس ملک کا Upper House ہے مودبانہ گزارش کرتی ہوں اور پرزور اپیل کرتی ہوں کہ اس پر مزید وقت ضائع کرنے سے بہتر ہے کہ ہم اسے آج ہی قومی اسمبلی کو واپس بھیج دیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی ڈاکٹر سعیدہ صاحبہ۔

سینیٹر سعیدہ اقبال: میں حکومت کی senior partner ہوتے ہوئے اور عورت ہونے کے ناتے یہ بات کروں گی کہ پچھلی دفعہ جب یہاں سے بغیر پاس کیے یہ Bill واپس کیا گیا تو اس سے اتنا نقصان ہو گیا کہ پورے پاکستان کے لیے پاس نہیں ہوسکا۔ میں نے اور وسیم سجاد صاحب نے اس کو move کیا تھا اور اس دن اس کو defer کر کے ختم کر دیا گیا اور آج یہ صرف اسلام آباد کے لیے آرہا ہے،اس لیے ہماری ذمہ داری ہے، یہ سارے بھائی بھی ہمارے ساتھ ہیں تو مہربانی کر کے آپ اس کو کمیٹی میں مت بھیجیں کیونکہ اس پر بار بار deliberations ہوئی ہیں ، میں Law Committee میں بھی ہوں تو آپ مہربانی کر کے اس کو یہاں پاس کریں۔

(ڈیسک بجائے گئے)

Mr. Chairman: Where is the Leader of the House?

رحمان ملک صاحب! بخاری صاحب کو آجانے دیں تاکہ ان کا opinion لے لوں۔ آپ کے پاس وقت ہی وقت ہے۔ جی بولیں۔

سینیٹر اے رحمٰن ملک (وفاقی وزیر داخلہ): شکریہ جناب چیئرمین! Pakistan Peoples Party believes in empowerment of women جیسے کہ اس ایوان کا consensus ہے اور یہ Bill بھی اچھا ہے اور domestic violence کے بہت سے cases report ہوئے ہیں

I think, there should be a law which should give full protection to the women. I fully support as a Minister for Interior because I have faced and experienced, I have number of complaints from the women elite of Pakistan.

بہت بہت شکریہ۔

(ڈیسک بجائے گئے)

سینیٹر بیگم نجمہ حمید: ہم سب اس کی حمایت کرتے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی بالکل۔ جب آپ نے کہا ہے خواتین بشمول بزرگ، مرد حضرات تو ہم سب اس میں شامل ہیں۔ ہم سب دکھی دنیا کا حصہ ہیں۔ جی بخاری صاحب۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری (قائد ایوان): بلاشبہ یہ ایک ایسی legislation ہے جو domestic violence کے حوالے سے ہے بالخصوص خواتین، بچے اور aged, disabled persons ان ساری categories کو انہوں نے اس میں شامل کیا ہوا ہے and this is a Bill which is certainly a need of the hour right now. We do feel that there should be legislation for the protection of women and the children, the persons who are in such a capacity that they feel aggrieved by acts of certain person who has domain over them. The Government also supports this Bill and therefore, this Bill may please be passed. This is my opinion sir.

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب قائم مقام چیئرمین: میڈم کلثوم پروین صاحبہ۔

سینیٹر کلثوم پروین: جناب چیئرمین! میں تو یہ کہوں گی کہ اس Bill کو آج ہر حال میں پاس ہونا چاہیے۔ آپ نے تشدد کا بہت بڑا واقعہ ابھی کراچی میں دیکھا۔ ہمارے بلوچستان کی عورت کو اور نوسالہ بچی کو جس بربریت سے شہید کیا گیا تو میرا خیال ہے کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی کہ اس Bill کو واپس کمیٹی میں بھیجیں، اس کو اسی ایوان سے پاس ہونا چاہیے۔ یہ تمام پارٹیوں کی متفقہ رائے ہے کہ اس کو یہاں سے پاس ہونا چاہیے۔ اس کو خدارا! کمیٹی میں نہ بھیجیں کیونکہ کمیٹی میں یہ پھر آگے جا کر

اٹک جائے گا۔ ہم تمام خواتین اور تمام ممبروں کی درخواست ہے کہ اس Bill کو پاس کیا جائے۔آپ نے بلوچستان کا بہت بڑا واقعہ دیکھا، اگر اس کے بعد بھی مزید تشدد کی کوئی بات کرتے ہیں تو میرا خیال ہے اس کے بعد کچھ بھی باقی نہیں رہا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ڈاکٹر خالد سومرو صاحب۔ پھر آپ من وعن اس کو پاس کریں گے جس طرح یہاں آیا ہے کیونکہ وہاں یہ کمیٹی سے ہو کر آیا ہے۔ جی۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو: شکریہ جناب چیئرمین، میں جمعیت العلمائے اسلام کی طرف سے اس Bill کی حمایت کرتا ہوں اور جس طرح سب کی رائے ہے اس کو متفقہ طور پر منظور ہو جانا چاہیے۔اس کو کمیٹی میں مت بھیجیں۔

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب قائم مقام چیئرمین: نیر بخاری صاحب! سارے اس کو support کر رہے ہیں۔ طاہر مشہدی صاحب بھی کر رہے ہیں تو پھر یہ من وعن اسی طرح پاس ہو گا جیسے وہاں سے آیا ہے۔ ایک منٹ۔ میں طاہر مشہدی صاحب کو سن لوں۔ جی بولیں۔

سینیٹر کرنل (ریٹائرڈ) سید طاہر حسین مشہدی: شکریہ جناب چیئرمین۔ یہ بل ہماری بہنوں، ماؤں اور بیٹیوں سے متعلق ہے جو کہ گھروں میں ہوتی ہیں، جو ہماری غیرت اور عزت ہیں۔ ان کے ساتھ جو ظلم ہو رہا ہے، اس کا ذکر کل الطاف حسین بھائی نے دس لاکھ خواتین کے جلسے میں کیا۔ دس لاکھ عورتیں کل اس بل کے لیے کراچی میں نکلی تھیں۔ الطاف حسین بھائی نے ان سے کہا کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں۔

جناب والا! متحدہ قومی موومنٹ اس بل کو fully support کرتی ہے۔ اس بل کو آج ہی اور اسی وقت pass کیا جائے تا کہ ہم پاکستان کی تمام عورتوں کو بتائیں کہ ہم ان کے تحفظ، حقوق، عزت اور غیرت کے لیے کبھی بھی پیچھے نہیں رہیں گے۔ سینیٹ آف پاکستان ان کے حقوق کے لیے سب سے آگے ہو گا۔ یہ سینیٹ آف پاکستان کی عزت کا معاملہ ہے۔ یہ سینیٹ آف پاکستان کے وقار کا معاملہ ہے۔ یہ سینیٹ آف پاکستان کی بالادستی کا معاملہ ہے۔ اس لیے آج سینیٹ آف پاکستان کو دکھا دینا چاہیے کہ ہم یہ کبھی برداشت نہیں کریں گے کہ ہماری بچیوں اور بہنوں کے ساتھ گھروں میں ظلم کیا جائے۔

اس ظلم کو روکنا چاہیے جیسا کہ الطاف حسین بھائی نے کہا کہ وہ مرد جو عورت پر ہاتھ اٹھاتا ہے، وہ مرد نہیں ہوتا۔

ہم آج کے بعد گاؤں گاؤں میں، ہر شہر میں جائیں گے اور ہر سیاسی جماعت جائے گی۔ جمعیت علمائے اسلام کا میں دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اس بل کو support کیا۔ ان کی support ہمارے لیے بہت بڑی بات ہے کیونکہ وہ ہمارے مذہبی leaders ہیں۔ انہوں نے بھی بتا دیا کہ عورتوں کا خیال کرنا ہمارے مذہب میں ہے اور یہ ہمارا فرض ہے۔ اس لیے سینیٹ بھی دکھا دے کہ وہ اپنے فرض سے کبھی بھی پیچھے نہیں ہٹ سکتا۔ بہت شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب قائم مقام چیئرمین: طاہر مشہدی صاحب! یہ بل صرف خواتین کی protection کا نہیں بلکہ مردوں کی protection کا بھی ہے۔ مجھے احساس ہوا ہے کہ آپ کیوں بول رہے ہیں۔ جی ہمایوں مندوخیل صاحب۔

سینیٹر محمد ہمایوں خان: جناب چیئرمین! اس بل پر سب پارٹیوں نے اپنا اپنا موقف پیش کیا اور حمایت کی۔ چونکہ ایسے cases روزانہ ہزاروں کے حساب سے ہوتے ہیں، اس لیے میں بھی یہ سمجھتا ہوں کہ جتنی جلدی اس بل کو pass کیا جائے، بہتر ہے۔ ہمارے House کے تقریباً نصف colleagues کی بھی خواہش ہے کہ ان کے جاتے جاتے یہ بل pass ہوجائے۔ میں آزاد حیثیت میں اس بل کو پوری طرح support کرتا ہوں۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جاوید علی شاہ صاحب۔

سینیٹر سید جاوید علی شاہ: جناب چیئرمین! میں اس بل کی حمایت کچھ اس طرح کرتا ہوں کہ جس طرح اس بل کی mover سینیٹر نیلوفر بختیار صاحبہ نے فرمایا کہ اس ملک میں 85% عورتوں کے ساتھ اس قسم کا تشدد اور ظلم ہوتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ جو 15% باقی بچا، وہ ان مظلوم مردوں کے لیے رکھ دیا گیا ہے جن کے ساتھ ناانصافی اور تشدد ہوتا ہوگا۔ لہذا یہ بل pass کیا جائے مگر ان 15% کا بھی خیال رکھا جائے تاکہ ان پر یہ تشدد نہ ہوسکے۔ میں اس بل کی حمایت کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: انجینیئر رشید صاحب۔

سینیٹر انجینیئر ملک رشید احمد خان: شکریہ جناب چیئرمین۔ عورت ماں، بہن اور بیٹی ہے اور عورت ہی مرد کا محور ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ عورتوں کے ساتھ جتنی بھی ہمدردی کی جائے، کم ہے۔ میں FATA parliamentarians کی طرف سے اس بل کو support کرتا ہوں۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: حاجی عدیل صاحب۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب چیئرمین! میں عوامی نیشنل پارٹی کی طرف سے اس بل کی حمایت کرتا ہوں۔ ہم چاہتے ہیں کہ یہ بل کسی کمیٹی کی طرف نہ جائے بلکہ آج ہی اسے pass کیا جائے۔

جناب چیئرمین! یہ تاثر دینا کہ یہ بل صرف خواتین کے لیے ہے، غلط ہے۔ یہ بل aggrieved persons کے لیے ہے، بچوں کے لیے ہے، وہ مرد بھی ہوسکتا ہے، وہ خاتون بھی ہوسکتی ہے۔ یہ بل اسلام کے عین مطابق ہے۔ عوامی نیشنل پارٹی اور خدائی خدمتگار تحریک میں تو باچا خان نے خواتین کی تعلیم کی مہم شروع کی تھی اور خواتین کو ایسے معاشرے میں بہت آزادی دی تھی۔

جناب چیئرمین! ہمارے ملک میں خواتین پر یقیناً ظلم ہوتا ہے۔ یہ ظلم بھی ہوتا ہے کہ خواتین کو منع کردیا جاتا ہے کہ آپ ووٹ دینے نہ جائیں۔ ہم اُس کے بھی خلاف ہیں، ہم اِس کے بھی خلاف ہیں کہ خواتین پر جبر کیا جائے کہ ہمارے جلسوں میں آؤ جیسا کہ مردوں پر جبر کیا جاتا ہے۔ ہم ان پارٹیوں کے اس طریقہ کار کے بھی خلاف ہیں کہ اپنے جلسوں کی رونق بنانے کے لیے خواتین کو گھروں سے نکالا جاتا ہے، ان کے بچے ان کی گود میں ہوتے ہیں اور وہ پریشان حالت میں ان جلسوں میں بیٹھی ہوتی ہیں۔ عوامی نیشنل پارٹی خواتین کو یہ حق دیتی ہے کہ وہ کسی پارٹی میں بھی شامل ہوجائیں۔ ضروری نہیں کہ وہ اپنے باپ کی یا شوہر کی یا بیٹے کی پارٹی میں شامل ہوں۔ یہ آزادی جو پارٹی دے سکتی ہے، اسے اس بل کو support کرنا چاہیے۔ ہم خواتین کو برابر کا انسان سمجھتے ہیں۔ خواتین کے وہی حقوق ہیں جو کہ مردوں کے ہیں۔ بچوں کے بھی حقوق ہیں اور لوگ جو بیمار ہیں، ستم زدہ ہیں، disable ہیں، ان کے بھی حقوق ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ ہم ان کو حقوق نہیں دیتے، ہم ان کی وراثت پر بھی قبضہ کرتے ہیں، اگر کوئی بیوہ بہن ہے تو اس کی وراثت پر بھی قبضہ ہوجاتا ہے۔ کسی خاتون کو قرآن سے بیاہ کر جائیداد بچالی جاتی ہے اور جھگڑوں میں خاتون کو exchange میں دے دیا جاتا ہے کہ یہ قتل کی سزا معاف

کرو اور میری بیٹی یا میری بہن لے لو۔ عوامی نیشنل پارٹی ان تمام چیزوں کے خلاف ہے۔ ہم اس بل کو بھرپور طریقے سے support کرتے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شاہد بگٹی صاحب۔

سینیٹر شاہد حسن بگٹی: جناب چیئرمین! میری گزارش صرف اتنی ہے کہ اس بل سے کوئی بھی ذی ہوش اختلاف نہیں کرسکتا۔ آپ نے sense of the House لے لیا ہے، اب میں سمجھتا ہوں کہ مزید وقت ضائع کیے بغیر، آپ اسے pass کرکے واپس نیشنل اسمبلی کو refer کردیں۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی اسلام الدین شیخ صاحب۔

سینیٹر اسلام الدین شیخ: جناب! چونکہ میں نے شروع میں ہی کہا تھا کہ جن سینیٹر صاحبان کے funds lapse ہوئے ہیں، وہ ان کو پہلے دے دیے جائیں گے۔ میرے پاس یہ تفصیل موجود ہے جس میں سب کے funds آگئے ہیں لیکن چونکہ اب House چل رہا ہے، اگر پہلے لینا چاہیں تو پہلے لے لیں، بعد میں لینا چاہیں تو بعد میں لے لیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شیخ صاحب! خواتین کا بل pass کیا جارہا ہے، اس وقت اس معاملے کو بیچ میں نہ لائیں۔ پہلے خواتین کا بل pass ہونے دیں۔

سینیٹر اسلام الدین شیخ: ٹھیک ہے جناب۔

جناب قائم مقام چیئرمین: عبدالرحیم صاحب! آپ کو اس لیے موقع دوں گا کہ آپ party head ہیں۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے موقع دیا۔ جناب والا! یہ بل گھریلو violence اور خواتین کے حوالے سے پیش ہوا ہے۔ میں پشتونخوا ملی عوامی پارٹی کی طرف سے اس بل کی حمایت کرتا ہوں۔ اس کے ساتھ یہ عرض کروں گا کہ ہمارے ملک میں ایک تصور ہے کہ عورتوں کو ان کے حقوق نہیں دیے جاتے حتیٰ کہ آپ دیکھ سکتے ہیں کہ آج کے دن ہمارے پاکستان میں باقاعدہ سکولوں کو جلایا جارہا ہے بالخصوص عورتوں کے سکولوں کو جلایا جاتا ہے۔ ابھی آپ detail منگوائیں کہ اس وقت تک پاکستان میں کتنے سکول جلائے گئے ہیں، بالخصوص خیبر پختونخوا

میں اور سینٹرل پشتونخوا میں۔ جناب والا! آپ کو اندازہ ہوجائے گا کہ خواتین کے بارے میں ہماری مجموعی psychology کیا ہے۔ آج کے دور میں سکول جلائے جاتے ہیں۔ جناب والا! ہماری پارلیمنٹ میں حکومت سے یہ سوال پوچھا جاتا ہے کہ اس نے فلاں جگہ کتنے schools بنائے ہیں؟ وہ یہ نہیں پوچھتے کہ کتنے schools کو جلایا گیا ہے؟ بچیوں کے کتنے schools کو جلایا گیا ہے؟ کتنی بچیوں پر تیزاب پھینکا گیا ہے؟ کتنی lady teachers پر تیزاب پھینکا گیا ہے؟ عرض ہے کہ یہ بہت ظالمانہ تصور ہے اور اس پر عمل ہورہا ہے۔ ہم ہر قسم کے violence اور خاص کر خواتین اور بچیوں پر مظالم کو مسترد کرتے ہیں۔ ہمیں اس Bill پر بالکل اتفاق ہے اور اس کو آج ہی اتفاقِ رائے سے منظور کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ پاکستان مسلم لیگ (ن) کی طرف سے راجہ ظفر الحق صاحب۔

سینیٹر راجہ محمد ظفر الحق: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں پاکستان مسلم لیگ (ن) کی طرف سے اس Bill کی مکمل حمایت کا اعلان کرتا ہوں۔ گزارش ہے کہ اگر آپ aggrieved person کی definition کو دیکھیں تو اس میں ہے کہ

> "aggrieved person; means any woman, child or any vulnerable person who is or has been in a domestic relationship with the respondent and who alleges to have been subjected to any act of domestic violence by the respondent".

اس میں کوئی شک نہیں کہ خواتین ہمارے معاشرے کا ایک کمزور حصہ ہیں۔ اللہ کرے ان کی صحیح empowerment ہو، جو ہمارے دین کے عین مطابق ہے لیکن اس کے ساتھ آپ دیکھتے ہیں کہ بچوں پر بھی زیادتی ہوتی ہے اور معاشرے میں ذہنی طور پر معذور یا بیمار لوگ، خواہ ان میں خواتین ہوں یا مرد، ان پر بھی زیادتی ہوتی ہے، آپ نے اکثر سنا ہوگا، اخبارات میں پڑھتے ہوں گے کہ ان کو زنجیریں پہنائی جاتی ہیں اور وہ کئی کئی سال اسی کیفیت میں رہتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ Bill اس لحاظ سے نہ صرف ضروری ہے بلکہ اس لعنت سے نجات کے لیے اسی Bill کو بغیر کسی کمیٹی کو بھیجے ہوئے، اسی ایوان میں pass ہو کر واپس جانا چاہیے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ چٹھہ صاحب آپ کے بعد ظفر علی شاہ صاحب اور ایس ایم ظفر صاحب، then we close it کہ ہم یہ Bill pass کریں، اس پر consensus ہے، نیکی کے کام میں دیر نہیں کرنی چاہیے۔

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ: جناب چیئرمین! میں آپ کا بے حد شکر گزار ہوں کہ اس اچھے اور نیک کام میں آپ نے مجھے بھی بولنے کا موقع دیا۔ جناب والا! domestic violence ایک شرمناک فعل ہے اور خاص طور پر اسلامی معاشرے میں کسی لحاظ سے بھی یہ چیز جائز نہیں ہے۔ ہمارا ملک Islamic Republic of Pakistan ہے، اس میں اگر ایسا فعل ہو رہا ہے تو یقیناً یہ سب کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔ یہ Bill چونکہ کافی long awaited ہے اور اس کی بہت ضرورت تھی، اسے بہت پہلے pass ہو جانا چاہیے تھا لیکن چونکہ یہ ملک Islamic Republic ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ 85% cases of violence یہ کچھ exaggerated figure ہے۔ یہ اسلامی لحاظ سے چونکہ جائز نہیں ہے۔ بہر صورت اسے روکنے کے لیے ہم اس Bill کو fully support کرتے ہیں اور مزید کچھ وقت ضائع کیے بغیر چونکہ ایوان متفق ہے تو آج ہی اسے straightaway pass کیا جائے۔ اسلام نے عورت کو معاشرے میں ایک مقام دیا ہے۔ اس کی عزت افزائی کے لیے یہ ضروری ہے کہ ہم ان کی protection کے لیے اسے منظور کریں اور اپنا ایک اسلامی فریضہ ادا کریں۔ میں چاہوں گا کہ ہم اسے فوری طور پر منظور کریں۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ظفر علی شاہ صاحب۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: شکریہ۔ جناب چیئرمین! جس طرح ہمارے پارٹی لیڈر نے ہماری پارٹی کی طرف سے اس کی مکمل حمایت کی ہے، میں بھی اس کی حمایت کرتے ہوئے مرد کی جو dominated society ہے اور اس کا پہلے بھی ذکر ہوا ہے کہ بہت سارے اور بالخصوص پاکستان کا جو feudalism mind ہے، میں جناب کی اور نیلوفر بختیار صاحبہ کی خدمت میں کہوں گا کہ اگر اس میں یہ ترمیم بھی پیش کر دیں کہ کس کس علاقے میں کون کون سے لوگ اور بالخصوص کون کون سے سیاستدان جنہوں نے inheritance میں اپنی اولاد اور اپنی female اولاد کو حقوق نہیں دیے اور وہ ان سے چھینے ہیں، اگر یہ چیز بھی آجائے تو بہتر ہے۔ جناب والا! مشہدی صاحب نے یہ فرمایا کہ کل کراچی میں بقول ان کے دس لاکھ خواتین تھیں تو جناب والا! دس لاکھ مردوں پر جو تشدد ہوا ہے، جو کھانا کھائے بغیر سو

گئے، جن بچوں کو کھانا نہیں ملا تو ان کے بارے میں مشہدی صاحب کا کیا خیال ہے؟ اس کا جواب کون دے گا؟ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: گلشن سعید صاحبہ۔

سینیٹر گلشن سعید: جناب چیئرمین! میں اپنی colleague اور بہن کو یہ Bill لانے پر مبارکباد دیتی ہوں۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس ملک میں تشدد رویوں کی وجہ سے ہے۔ جماعت اسلامی اور JUI نے اس بل کی حمایت کی ہے، میں انہیں مبارکباد دیتی ہوں۔ کیا ہر مسجد میں یہ بات نہیں بتائی جاسکتی کہ اپنی عورتوں پر تشدد نہ کیا جائے کیونکہ دور دارز علاقوں میں یہ سب کچھ زیادہ ہوتا ہے۔ تشدد گھر کے اندر ہو یا باہر ہو، کسی کے خلاف کسی طرح کی دہشت گردی ٹھیک نہیں ہے۔ ہم اس Bill کی مکمل حمایت کرتے ہیں۔ جناب والا! یہ میری آخری تقریر ہے، میں کہنا چاہتی ہوں کہ اب 20th Amendment کے لیے کوشش کی جائے ہم سارے اس کے لیے یہاں جمع ہیں، اسے بھی منظور کرایا جائے۔ آپ اس طرف آئیں اور اسے منظور کرائیں۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: تمام لوگوں نے اس کی support تو کر دی ہے۔

سینیٹر قاری حبیب اللہ: (مداخلت) ہم سب سے پہلے مسلمان ہیں۔ حضرت محمد ﷺ نے حجتہ الوداع کے خطبے میں، حج احرام کی حالت میں ناقہء قصویٰ پر بیٹھ کر خطبہ دیا اور فرمایا کہ عورتوں کے حقوق ادا کرو، آخری وصیت بھی کی۔ یہ لوگ اسلام کو کیوں بدنام کرتے ہیں؟ اسلام نہ دہشت گردی کرتا ہے نہ عورتوں کے حقوق غصب کرتا ہے۔ آپ ایک بات سن لیں جناب نبی کریم ﷺ کے سامنے ایک آدمی رونے لگا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ مجھ سے بہت بڑی غلطی ہو گئی ہے، کیا میرا گناہ معاف ہو جائے گا؟۔۔۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ قاری صاحب۔ آپ کی بات ہو گئی ہے۔ چوہدری شجاعت صاحب آپ آخری مقرر ہیں، آپ ایس ایم ظفر صاحب کی جگہ بول لیں۔

سینیٹر چوہدری شجاعت حسین: جناب چیئرمین! اس Bill کو پیش کیے ہوئے آدھا گھنٹہ گزر چکا ہے، میرے خیال میں وقت کا ضیاع نہ کیا جائے اور اسے جلد از جلد منظور کیا جائے۔

Mr. Acting Chairman: Thank you. Now we take up clause by clause consideration of the Bill. There is no amendment

in the Bill. Therefore, I put clauses 2 to 28 to the vote of the House.

(The motion was carried)

Mr. Acting Chairman: Now we take up clause−1, short Title and Extent of the Bill.

(The motion was carried)

Mr. Acting Chairman: Clause 1, short Title of the Bill stands part of the Bill.

Mr. Acting Chairman: Nilofar Bakhtiar *Sahiba*, please move the Bill for passage.

بل پاس کرنے کے لیے motion move کردیں۔

Senator Nilofar Bakhtiar: I move that this Bill may be passed.

Mr. Acting Chairman: The motion has been put for the passage of the Bill.

(The motion was carried unanimously)

Mr. Acting Chairman: Raza Rabbani *Sahib*, please move Item No.4.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, I beg leave to introduce a Bill to consolidate and rationalize the law relating to formation of trade unions and improvement of relations between employers and workmen in the Islamabad Capital Territory and in trans−provincial establishments and industry [The Industrial Relations Bill, 2012].

Mr. Acting Chairman: I now put the motion before the House.

(The motion was carried)

Mr. Acting Chairman: Please move Item No.5.

Senator Mian Raza Rabbani: I beg leave to introduce a Bill to consolidate and rationalize the law relating to formation of trade unions and improvement of relations between employers and workmen in the Islamabad Capital Territory and in trans-provincial establishments and industry [The Industrial Relations Bill, 2012].

Mr. Acting Chairman: The Bill is introduced and stands referred to the Standing Committee concerned. The Bill is to be brought back after seven days. Yes, Prof. *sahib.*

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

Mr. Chairman, I on behalf of myself, Prof. Muhammad Ibrahim Khan and Mst. Afia Zia seek the leave of the House to move to introduce a Bill further to amend the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan [The Constitution (Amendment) Bill, 2012].(Amendment of Articles 9 and 10)

Mr. Acting Chairman: Still we are moving to the 20th Amendment. Please come on Item No.10.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: یہ human rights کا مسئلہ ہے اور Article 9 and 10 میں amendments کی گئی ہیں تاکہ لوگوں کو ان کے حقوق، آزادی اور زندگی کی ضمانت مل سکے۔ میں صرف اتنا چاہتا ہوں کہ آپ اسے کمیٹی کے سپرد کر دیں۔

Mr. Acting Chairman: Yes, I think the Leader of the House has no objection. Now, I put the motion before the House because there is no opposition.

(The motion was carried)

Mr. Acting Chairman: Prof. Khurshid *Sahib*, please move Item No.11.

Senator Prof. Khurshid Ahmed: Thank you very much Mr. Chairman. I introduce a Bill further to amend the Constitution of

the Islamic Republic of Pakistan [The Constitution (Amendment) Bill, 2012].

Mr. Acting Chairman: The Bill is introduced and stands referred to the Standing Committee concerned. Leader of the House may please move Item No.15.

The Constitution (Twentieth Amendment) Bill, 2012

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: I beg to move that the Bill further to amend the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan [The Constitution (Twentieth Amendment) Bill, 2012], as passed by the National Assembly be taken into consideration.

Mr. Acting Chairman: Is it opposed? Yes, it is opposed. Who would like to speak?

ان کی لسٹ لے لیں. please اب میں اسے put کرتا ہوں۔

It has been moved that the Bill further to amend the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan [The Constitution (Twentieth Amendment) Bill, 2012], as passed by the National Assembly be taken into consideration.

(The motion was carried)

Mr. Acting Chairman: Please take the floor.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: Leader of the House پہلے explain کریں کہ وہ بل کیوں لا رہے ہیں۔ ہم نے oppose کیا ہے۔ ہم بتائیں گے کہ ہم کیوں oppose کر رہے ہیں۔ پہلے Law Minister یا Leader of the House explain کریں کہ اس کا purpose کیا ہے؟

جناب قائم مقام چیئرمین: جی بخاری صاحب۔

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: This is a Bill regarding amendments in Articles 48, 214, 215, 216, 218, 219 and

224. Primarily this Bill was introduced in the National Assembly and now it has been transmitted to the Senate. There were deliberations in the National Assembly also amongst all parties representing in the National Assembly and this Bill was passed unanimously over there.

The object of moving this Bill before this House is that particularly for having an independent Election Commission and for having an independent caretaker set up after the dissolution of the Assemblies or when the tenure of those particular Assemblies, National Assembly and Provincial Assemblies, expires and there is a provision given in the Constitution, in Article 224 and the procedure given and the measures given for appointing a caretaker set up.

If we see Article 224 particularly which envisages that the Leader of the House and the Leader of Opposition having consultation with each other and the President would appoint the caretaker Prime Minister for holding the elections in consultation with Leader of the House and the Leader of the Opposition and in case they do not come to a conclusion and they do not arrive at a consensus then the Leader of the House and the Leader of the Opposition would recommend the names of eight persons, eight outgoing members of the National Assembly or Senate or from both the Houses to be known as a Parliamentary Committee and names which were proposed by the Leader of the House and two names by the Leader of the Opposition, those would be considered by that Committee and they would take a decision. In case they failed to do that within three days then certainly the matter would be referred to the Election Commission and they would decide within two days.

The object is for having free, fair and transparent elections under a caretaker set up which ensures free and fair elections and where all the political forces in Pakistan have a confidence and

they have no apprehensions or they do not feel that anything against the law, against the Constitution would happen in the forthcoming elections. That is the object for ensuring strengthening the democracy in our country, for ensuring the elections up to the expectations of the people of Pakistan. So, these are the objects of this Bill and this amendment.

Secondly, the amendment in Articles 218 and 219 relates to the Commission, earlier prior to 18th Amendment the powers vested with the Chief Election Commissioner and certainly by amendment introduced through 18th Amendment the powers have been given or devolved to the Commission and the Commission had to function in accordance with the provisions of the Constitution but unfortunately, for certain reasons, the Commission could not be completed and the election were held and that is the reason that amendment is being introduced to give protection to the acts taken by the Chief Election Commissioner. That is objects of this Bill. Thank you very much.

جناب قائم مقام چیئرمین: پروفیسر خورشید احمد۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، جناب چیئرمین آپ کا بہت بہت شکریہ۔ میں سب سے پہلے تو یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ایک اہم Bill ہے۔ ہر دستوری ترمیم بڑی اہم ہوتی ہے لیکن یہ کئی اعتبار سے غیر معمولی اہمیت کی حامل ہےاس لیے کہ اس میں ایک طرف حکومت وقت اور الیکشن کمیشن دونوں نے جو دستور کی violation کی ہے اسے indemnify کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اصل مقصد یہی indemnity ہے اور میں اس پر روشنی ڈالوں گا کہ یہ کیوں غلط ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ caretaker Government کے مقرر کرنے کے لیے اٹھارھویں ترمیم میں جو طریقہ طے کیا گیا تھا چونکہ حکومت نے consultation with the Leader of the Opposition کے دستوری ، قانونی تقاضے پورے نہیں کیے اور وہ راستہ اختیار کیا جس سے consultation بے معنی ہو گئی، اس لیے اس بات کی ضرورت تھی کہ اس consultation کو متعین

کیا جائے اور اس پہلو سے اس Bill میں بہت ہی واضح راستہ اختیار کیا گیا ہے جو میری نگاہ میں ایک اہم improvement ہے، ایک positive development ہے لیکن اس positive development میں بھی ضروری احتیاط نہیں برتی گئی اور جو تجاویز دی گئی ہیں، میری نگاہ میں ان میں نقصانات اور خطرات زیادہ ہیں اور فوائد کم ہیں۔

جناب والا! تیسری بات یہ کہ اس میں اس بات کی کوشش کی گئی ہے کہ الیکشن کمیشن کے بارے میں، اٹھارھویں ترمیم کے باوجود ، اس میں جو کمزوریاں تھیں ان کو دور کیا جائے تاکہ الیکشن کمیشن مضبوط ہو سکے اور وہ غیر جانبدار اور شفاف انتخابات کا اہتمام کر سکے۔ یہ تین چیزیں ہیں جو اس میں کی گئی ہیں۔ میں ان میں سے نمبر ۲ کی اصولاً تائید کرتا ہوں۔ نمبر ۳ کو بہت بڑا contribution سمجھتا ہوں لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں سمجھتا ہوں کہ جلد بازی سے دستور میں ، یہ ایوان کوئی ایسی مثال قائم نہ کرے جو آئندہ کے لوگوں کے لیے بڑے خطرات کا باعث ہو۔ اس لیے میں دردمندی سے چاہوں گا کہ ایوان میری بات کو سنے اور خاص طور پر حکومت۔۔۔

(اس مرحلے پر وزیراعظم صاحب ایوان میں تشریف لائے)

Mr. Acting Chairman: The House welcomes the Prime Minister. Yes, Prof. Khurshid Ahmed.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب والا! مجھے خوشی ہے کہ وزیراعظم صاحب تشریف لائے ہیں اور میں چاہوں گا کہ وہ میری ان باتوں پر اچھی طرح غور فرمالیں۔ جناب والا! میرا پہلا نکتہ یہ ہے کہ اٹھارھویں ترمیم جو اپریل ۲۰۱۰ میں نافذ ہو گئی تھی حکومت نے اس کی روشنی میں Election Commission کو immediately reconstitute نہیں کیا، جس کے نتیجے کے طور پر الیکشن کمیشن نے، دستوری تقاضے پورے ہوئے بغیر ۲۸ افراد کے انتخابات کروائے اور پھر جب معاملہ عدالت میں آیا تو عدالت نے دو باتیں بہت واضح طور پر کہیں، پہلی یہ کہ جو elections ہوئے ہیں وہ قانون اور دستور کے مطابق نہیں ہیں، آئین کی violation ہوئی ہے اور پھر اس کے لیے انہوں نے حکومت کو موقع دیا کہ اصلاح کرلے۔

دوسری بات یہ کہ جو افراد منتخب ہوئے تھے ان کو عدالت نے suspend کر دیا۔ اب اس کمی کو پورا کرنے کے لیے یہ ترمیم لائی جارہی ہے۔ میں اس پر یہ اصولی اعتراض کرتا ہوں کہ ہم نے پچھلے ۶۵ سالوں میں بار بار یہ روش اختیار کرکے کہ دستور کو پہلے توڑ دو اور اس کے بعد indemnify کر دیا

جائے، یہ طریقہ وہ ہے جس سے اس ملک میں constitutionalism کو فروغ دینے میں سب سے بڑی رکاوٹ رہی اور یہی وجہ ہے کہ ۳ نومبر ۲۰۰۷ کے واقعہ کے سلسلے میں سپریم کورٹ نے فوری طور پر اور اس کے بعد اپنی تفصیلی judgment میں یہ اصول طے کیا ہے کہ law of necessity کو دفن کر دیا جائے۔ دستور کا احترام ہو اور اگر دستور کی violation ہوتی ہے تو اس کے consequences کو بھگتا جائے۔ جناب والا! ہم دوبارہ law of necessity کی طرف جا رہے ہیں۔ ان ۲۸ افراد کو disqualify ہونا چاہیے۔ دستور کے مطابق دوبارہ انتخاب ہونا چاہیے، بے شک وہی آجائیں لیکن دستور کے تقاضے پورے کیے جائیں۔آپ اس ترمیم کے ذریعے سے دوبارہ وہی indemnification, وہی provisional Constitution پر حلف کی جو منحوس روایت ہے اسے بحال کر رہے ہیں۔ اصولی طور پر میری نگاہ میں یہ disastrous ہے لیکن بڑے ادب سے میں دوسری بات یہ بھی عرض کروں گا اور اس میں مجھے دکھ ہوتا ہے کہ ہمارے قانون ساز، قانون کے ضروری تقاضوں کو پورا نہیں کرتے۔ آپ بلاشبہ ایک ترمیم لائے ہیں لیکن بڑے ادب سے عرض کروں گا کہ میری نگاہ میں وہ ترمیم اس ضرورت کو پورا نہیں کرتی جسے آپ پورا کرنے دعویٰ کر رہے ہیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ یہ Bill آج سینیٹ میں آرہا ہے اور صدر صاحب اس کی assent دے دیتے ہیں تو انہیں دینی چاہیے تو it shall come into force at once. At once کے معنی یہ ہیں کہ اس کی application اس تاریخ سے ہوگی جس تاریخ سے اس کو assent ملے گی، یہ with retrospective effect نہیں ہو سکتا اور آپ نے جس غیر قانونی، غیر دستوری عمل کو cover دینے کی کوشش کی ہے وہ قانون کی زبان میں مستقبل کے لیے تو شاید valid ہو لیکن ماضی سے valid نہیں ہو سکے گا اور اگر کوئی بھی عدالت میں چلا جائے اور دوبارہ چیلنج کرے تو میں بڑے ادب سے عرض کروں گا کہ عدالت مجبور ہو گی یہ کہنے کے لیے کہ آپ نے جو ترمیم کی ہے وہ ترمیم دستوری ضرورت کو پورا نہیں کرتی۔ میں آپ کو پڑھ کر سناتا ہوں، اس کے الفاظ یہ ہیں

“Provided that until such time as the members of the Commission are first appointed in accordance with the provisions of paragraph (b) of clause (2) of Article 218 pursuant to the Constitution (Eighteenth Amendment) Act, 2010 and enter upon their office, the Commissioner shall remain charged with the duties enumerated in paragraph (a), (b) and (c) of this Article”.

اس کے معنی یہ ہیں کہ یہ authorization with retrospective effect نہیں ہے، اگر retrospective effect ہوتا تو آپ کو یہ کہنا چاہیے تھا کہ the Commissioner would be deemed to have been لیکن آپ نے یہ نہیں کہا، اس کے صاف معنی یہ ہیں کہ یہ ماضی پر apply نہیں ہوسکتا۔ عدالت میں جا کر ان ۲۸ افراد کا مستقبل اسی طرح معلق رہے گا جو اس سے پہلے تھا تو میری نگاہ میں جو پہلا point ہے وہ یہ ہے کہ نمبر ایک indemnity کا راستہ اختیار نہ کیجیے اور نمبر دو جو راستہ آپ نے اختیار کیا ہے وہ بڑا بھونڈا ہے، قانونی اعتبار سے flawed ہے اور آپ کو اس سے اپنا مقصد حاصل نہیں ہوتا۔

جناب والا! میں دوسری بات caretaker Government کے بارے میں کہنا چاہتا ہوں۔ یہ بات on record آنی چاہیے کہ consultation کا جو لفظ دستور میں استعمال ہوا ہے اور اس کی تشریح سپریم کورٹ نے واضح الفاظ میں کی ہے کہ consultation has to be meaningful, purposive and consensus oriented اس کے بعد پھر ایک ہی راستہ تھا کہ وزیر اعظم اور قائد حزب اختلاف میں اتفاق رائے ہو، دونوں سے مل کر یہ بات کریں۔ اگر اس پر عمل کر لیتے تو اس کی کوئی ضرورت نہیں تھی لیکن آپ نے consultation کے معنی کو pervert کیا جس کے نتیجے کے طور پر یہ مسئلہ پیدا ہوا۔ اب آپ راستہ کیا اختیار کر رہے ہیں، آپ راستہ یہ اختیار کر رہے ہیں کہ اگر وزیر اعظم اور قائد حزب اختلاف میں اتفاق رائے پیدا نہ ہو تو وہ دو، دو نام ایک کمیٹی کو دیں گے لیکن جناب چیئرمین! میں آپ کی توجہ مبذول کراؤں گا کہ اس کمیٹی کو بڑا ہی vague رکھا گیا ہے اس لیے کہ اس سے پہلے دستور میں خواہ ججز کا تقرر ہو یا الیکشن کمیشن کا تقرر ہو، بہت وضاحت سے اصول طے کر دیے گئے ہیں کہ پارلیمنٹ کی ایک ایسی کمیٹی ہو گی جس میں دو تہائی افراد اسمبلی سے اور ایک تہائی سینیٹ سے ہوں گے۔ اپوزیشن اور حکومت کو مساوی حیثیت حاصل ہو گی اور اس کے فیصلے تین چوتھائی اکثریت سے ہوں گے۔ یہ وہ چیزیں ہیں جو آپ نے اس سے پہلے طے کی ہیں۔

جناب! یہاں آپ یہ کہہ رہے ہیں

"In case Prime Minister and the Leader of the Opposition in the outgoing National Assembly don't agree on any person to be appointed as the Caretaker Prime Minister, within three days of the dissolution of the National Assembly, they shall forward two

nominees each to a Committee to be immediately constituted by the Speaker of the National Assembly, comprising eight members of the outgoing National Assembly, or the Senate or both...."

اب یہ بڑا ہی vague معاملہ ہے کہ کتنے نیشنل اسمبلی سے لیے جائیں گے، کتنے سینیٹ سے لیے جائیں گے، یہاں پر "or" کا استعمال ہوا ہے جس کے معنی یہ بھی لیے جا سکتے ہیں کہ سارے کے سارے اسمبلی سے لیے جائیں۔ حالانکہ position یہ ہے کہ جب اسمبلی dissolve ہو گئی تو پرائم منسٹر اور سپیکر تو رہیں گے لیکن ممبرز وہ ممبرز نہیں رہتے ہیں اور Leader of the Opposition وہ Leader of the Opposition نہیں رہتا ہے۔ یہ clear ہونا چاہیے کہ کس میں سے کتنے ہوں گے لیکن آپ نے اسے vague چھوڑا ہے۔ فیصلہ کیسے کریں گے اس کو آپ نے vague چھوڑا ہے۔

اس کے بعد تیسری بات جو آپ نے کی ہے کہ اگر یہ کمیٹی بھی طے نہ کر سکے تو آپ نے اس کیس کو الیکشن کمیشن کو refer کیا ہے۔ یہ الیکشن کمیشن کا function نہیں ہے۔ دستور کے تحت الیکشن کمیشن کا صرف ایک function ہے، وہ انتخابات کرانا ہے ، general بھی اور by-election بھی۔ یہ اس کا function ہے ہی نہیں کہ وہ caretaker Prime Minister کو اس فہرست میں سے nominate کرے جو اس کا جی چاہے گی۔ اس کے صاف معنی یہ ہے کہ وہ اپنی jurisdiction, role and constitutional position سے ہٹ جاتا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ وہ اس اعتبار سے بھی بہت ہی محل نظر ہے کہ الیکشن کمیشن کا کام شفاف الیکشن کرانا ہے، اگر caretaker Government and Election Commission ان میں collision ہوتا ہے تو آپ کا الیکشن عوام کے اعتماد سے محروم رہے گا۔ پھر اگر آپ provinces کے مسئلے کو لیں تو وہاں اور بھی مشکل ہے کہ اگر Leader of the Opposition موجود نہیں ہے جیسے بلوچستان ہے وہاں کوئی Opposition نہیں ہے۔ اس کے صاف معنی یہ ہیں کہ ان حالات میں Government in power اپنے مقصد کے caretaker بنائے گی اور اس طرح شفاف انتخابات کا مقصد فوت ہو جائے گا۔ اس لیے میں صاف الفاظ میں کہنا چاہتا ہوں کہ یہ طریقہ نہایت خدشات اور مضرات سے بھرا ہوا ہے، یہ اختیار نہ کیجیے۔ میری نگاہ میں دو ہی راستے ہیں کہ یا تو پارلیمنٹ کے اندر ہی فیصلہ کر لیجیے اور اس صورت حال میں پارلیمانی کمیٹی کو آخری اختیار دیجیے کہ وہ طے کر دے ورنہ زیادہ بہتر یہ ہے کہ judiciary کو refer کیا جائے کہ Chief Justice in consultation

with the four senior most judges ان چار ناموں میں سے کسی ایک نام کو طے کر دے لیکن الیکشن کمیشن کو اس میں involve کرنا میری نگاہ میں نہایت نقصان دہ ہے۔ اس لیے جناب چیئرمین! میں آپ کے توسط سے حکومت سے اپیل کروں گا کہ دستور کے معاملات کو سہل انگاری سے نہ کیا جائے، ان کی ساری implications کو سامنے رکھا جائے اور وہ راستہ اختیار کیا جائے جس سے فی الحقیقت الیکشن بھی شفاف ہو سکیں اور caretaker Government بھی وجود میں آسکے اور وہ neutral ہو اور وہ deliver کر سکے۔

اس کے ساتھ ہی میں یہ بات کہوں گا کہ جہاں تک الیکشن کمیشن کے members کی مدت کا تعلق ہے، ان کی appointment کا تعلق ہے، ان کے status کا تعلق ہے، ان کی oath کا تعلق ہے، ان کی dismissal کا معاملہ ہے، ان تمام پر مجھے پورا اتفاق ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس Bill کا بڑا ہی مثبت پہلو ہے لیکن اس کی یہ قیمت ہم سے آپ نہ لیں۔ ایک طرف آپ law of necessity کے مردے کو قبر سے نکال کر ایک بار پھر ہمارے اوپر مسلط کریں اور دوسری بات یہ کہ آپ اس کے بعد یہ کوشش کریں کہ پارلیمنٹ کے فیصلے پارلیمنٹ میں نہ ہوں، یہاں consensus develop نہ ہو اور الیکشن کمیشن کو اس میں involve کیا جائے جو اس کے دائرہ کار کو ان حدود میں لے جانے کے مترادف ہے جس کا وہ نہ competent ہے اور نہ اس کے بعد پھر وہ اپنے فرائض منصبی ادا کر سکے گا۔ اس لیے میں پورے ادب سے عرض کروں گا کہ جلدی نہ کریں، میں نے اس میں amendments move کی ہیں، اس پر غور کریں اور کوشش کریں کہ ہم اس Bill کو ایک ایسی شکل دیں کہ جو مشکل ہے اس سے نکلا جا سکے لیکن وہ مشکل نہ صرف یہ کہ باقی رہے بلکہ اور مشکلات پیدا ہو جائیں، یہ راستہ اختیار کرنا میری نگاہ میں بڑا خطرناک اور خسارے کا راستہ ہے۔ ان الفاظ کے ساتھ میں اپنی گزارشات کو مکمل کرتا ہوں اور آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور میری خواہش ہو گی کہ یہ ایوان پارٹی وفاداریوں سے بالا ہو کر دلیل کی بنیاد پر دستور میں ترمیم کے معاملات پر غور کرے، یہ وقت کا تقاضا ہے۔ اگر ہم نے یہ مثال قائم کی تو اس پارلیمنٹ کی عزت بڑھے گی اور اگر ہم نے یہ مثال قائم نہ کی تو مجھے ڈر ہے کہ یہ پارلیمنٹ کی بے توقیری ہو گی اور میں چاہتا ہوں کہ ہم اس سے بچیں۔ شکریہ۔ واخر دعونا ان الحمدللہ رب العلمین۔

جناب قائم مقام چیئرمین: اب پروفیسر ابراہیم صاحب نے بات کرنی ہے۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: شکریہ جناب چیئرمین کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔ اس وقت ہم ملک اور قوم کی تقدیر کے بارے میں نہایت ہی اہم فیصلہ کرنے چلے ہیں اور اس بات کی ضرورت ہے کہ اس فیصلے میں پوری قوم کو شامل کیا جائے۔ اگر ایسا کیا جاتا تو یہ بہت زیادہ بہتر ہوتا۔ اس وقت حکومت جس تیزی اور عجلت سے فیصلے کرنے جارہی ہے اس سے بلاشبہ عددی برتری کی بنیاد پر ترمیم پاس ہوجائے گی لیکن قوم اس ترمیم کے اندر شامل نہیں ہے۔ میں قوم کی ترجمانی کرتے ہوئے چند گزارشات آپ کی وساطت سے حکومت کی خدمت میں عرض کرنا چاہوں گا۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ اٹھارھویں ترمیم جو متفقہ طور پر پاس ہوئی تھی مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس کی کئی شقوں پر حکومت عمل درآمد میں پوری طرح ناکام ثابت ہوئی ہے۔ اس وقت جو ترمیم ہمارے سامنے ہے یہ بھی اسی کی ایک مثال ہے کہ الیکشن کمیشن کو بروقت پورا نہیں کیا گیا، الیکشن کمیشن کی تشکیل اٹھارھویں ترمیم کے مطابق نہیں ہوسکی اور سالہا سال تک نہیں ہوسکی اور اسی کے نتیجے میں سپریم کورٹ نے اٹھائیس ممبران صوبائی اسمبلی، قومی اسمبلی اور سینیٹ کو suspend کیا اور اس کی وجہ سے ہم مشکلات کا شکار ہوئے اور حکومت اپنی مشکل اس طریقے سے حل کررہی ہے۔

جناب چیئرمین! میں عرض کرنا چاہوں گا کہ اصولاً فیصلہ یہ ہوتا کہ ان اٹھائیس نشستوں پر مکمل الیکشن کمیشن کے تحت دوبارہ انتخابات کروائے جاتے یہ ایک سنہری تاریخ رقم ہوتی لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ حکمرانوں کی قسمت میں یہ بات لکھی ہوئی نہیں تھی۔ میں دوسری بات بھی عرض کرتا چلوں کہ اٹھارھویں ترمیم کے بعد وفاقی حکومت کو یہ اختیار حاصل نہیں ہے کہ وہ نئی وزارتیں قائم کریں، یہ صوبوں کے حقوق پر ڈاکہ ہے لیکن وفاقی حکومت نے صوبائی حقوق پر یہ ڈاکا بھی ڈالا ہے۔

جناب چیئرمین! میں تیسری بات یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اس میں interim Government کے بارے کچھ باتیں درج کی گئی ہیں جن سے ہمیں اتفاق نہیں ہے۔ اس وقت عبوری حکومت اس لیے تشکیل دی جاتی ہے کہ الیکشن کے دوران وہ الیکشن پر اثرانداز نہ ہو، وہ غیر جانبدار ہو اور الیکشن منصفانہ اور غیر جانبدارنہ طریقے سے صاف اور شفاف ہوں لیکن یہاں پر جو طریقہ وضع کیا گیا ہے اس کی رو سے ایسی عبوری حکومت جو غیر جانبدار ہو اور جس کی موجودگی میں شفاف اور صاف انتخابات کا انعقاد ممکن ہو یہ کسی صورت میں بھی ممکن نہیں ہے اور قوم کی تقدیر کا فیصلہ جو اگلے پانچ سال کے الیکشن کے لیے ہوگا، اس دوران بھی جو عبوری حکومت بنے گی وہ غیر جانبدار نہیں ہوگی، وہ

جانبدار حکومت ہو گی، اس کو دو افراد کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا گیا ہے، وہ افراد جو کہ ممبرز نہیں رہیں گے یہ درست نہیں ہے، لہذا اس طریقے کو درست ہونا چاہیے تھا، قوم سے معلوم کرنا چاہیے تھا کہ قوم اس بارے میں کیا کہتی ہے اور اس کے مطابق یہ بات ہوتی۔

جناب چیئرمین! مجھے کہنے دیجیے کہ اگر عبوری حکومت کی impartiality غیر جانبداری، صاف اور شفاف اور منصفانہ انتخابات کے لیے ضروری ہے تو اس وقت تو پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ یہ کام ہو رہا ہے کہ صدر مملکت Party Head ہے۔ کیسے یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ ایوان صدر کے اندر پارٹی کا چیئرپرسن موجود ہو اور ایوان صدر انتخابات پر اثرانداز نہیں ہوگا اور ان کی موجودگی میں ہم توقع رکھیں کہ غیرجانبدارانہ انتخابات ہوں گے، صاف اور شفاف انتخابات ہوں گے اور منصفانہ انتخابات ہوں گے۔ اس لئے اس وقت تو اس بات کی ضرورت ہے کہ صرف عبوری حکومت کو ہی غیرجانبدار نہیں ہونا چاہیے، ہمیں تو interim President کی بھی ضرورت ہو گی۔ ہمیں موجودہ صدر کے تحت اس بات کی قطعاً اور ہرگز ہرگز توقع نہیں ہے کہ صاف، شفاف اور غیرجانبدارانہ انتخابات ہوں گے۔

جناب چیئرمین! میں آخری بات عرض کرتا ہوں کہ ساری کارروائی اور سارے پاپڑ اس لئے بیلے جا رہے ہیں کہ 28 ممبران بحال ہو جائیں اور وہ suspend نہ رہیں۔ اس کے لئے اصل بنیاد تو یہ ہے۔ Statement of Reasons and Objects میں بالکل واضح طور پر یہ بات بتائی گئی ہے کہ سپریم کورٹ نے ہمیں کہا ہے۔ اس پارلیمنٹ کی وقعت اور قدر کیا رہ گئی کہ سپریم کورٹ سے فیصلے آئیں گے اور اس کے بعد 19 ویں ترمیم ہوگی اور سپریم کورٹ سے فیصلہ آئے گا تو 20 ویں ترمیم ہو گی۔ جناب چیئرمین! اس پارلیمنٹ کی وقعت کیا رہی؟ اور پارلیمنٹ کی یہ بے توقیری حکومت وقت کے ہاتھوں ہو رہی ہے اور اس میں پارلیمنٹ کو بھی شامل کیا جاتا ہے۔ اس لئے جناب چیئرمین! میری یہ دردمندانہ اپیل ہے اگرچہ بات بالکل واضح ہے کہ عددی اکثریت کی بنیاد پر amendment پاس ہو جائے گی لیکن ریکارڈ پر یہ بات لانا بہت ضروری تھا۔ میں آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ جی، حیدری صاحب۔

سینیٹر مولانا عبد الغفور حیدری (قائد حزب اختلاف): جناب چیئرمین! شکریہ۔ آج ہم 20ویں ترمیم آئین میں شامل کرنے جا رہے ہیں۔ قومی اسمبلی سے پاس ہو کر آئی ہے۔ کسی حد تک اس ترمیم پر اتفاق بھی کیا گیا ہے لیکن جب اس کے مندرجات طے ہو رہے تھے تو پہلی بات تو یہ تھی کہ سپریم کورٹ نے ان افراد کو جو ضمنی الیکشن میں منتخب ہوئے تھے آئینی تحفظ فراہم کرنے کے لئے ہمیں لکھا تھا اور ہمیں اسی کو لے کر قانون سازی کرنی چاہیے تھی تا کہ ہمارے منتخب ممبران کو تحفظ مل سکے لیکن ہم نے ایک قدم آگے بڑھایا اور وہ یہ کہ caretaker وزیراعظم کی نامزدگی کون کرے؟ ابتدائی میٹنگوں میں ہم بھی شریک رہے۔ جب بات یہاں پہنچی کہ اپوزیشن لیڈر اور وزیراعظم اتفاق سے caretaker وزیراعظم کو نامزد کریں تو ہم نے یہ بات سامنے رکھی کہ دیکھیں! اتفاق اگر نہیں ہوتا تو پھر۔ جب ہم آئین میں ترمیم کرنے جا رہے ہیں تو آئین میں سہولت پیدا کرنے کے لئے، مشکل پیدا کرنے کے لئے نہیں، deadlock پیدا کرنے کے لئے نہیں، بہرحال اس پر طویل بحث ہوئی۔ ہم نے یہ رائے دی کہ آپ متفقہ کی بجائے اکثریت کا لفظ استعمال کریں تو یہ بہتر رہے گا۔ اس میں آسانی ہو گی لیکن کچھ دوستوں کا اصرار تھا کہ نہیں، اس پر اتفاق ہونا چاہیے۔ بہرحال اس کے بعد پھر جو meetings ہوئیں ہم نے یہ کہا کہ آپ دونوں بڑی پارٹیاں جو بھی طے کریں گی اس سے ہمیں آگاہ کرتے رہیں تا کہ ہمارا اعتماد بھی آپ کو حاصل رہے۔ یہ اگرچہ نہیں ہو سکا اور جو کچھ اب سامنے آیا ہے، قومی اسمبلی سے ترمیم پاس ہو کر آئی ہے، اب سوالات اٹھ رہے ہیں چونکہ Bill مشتہر ہوا ہے۔ ہمارے موجودہ وزیراعظم صاحب تو شریف آدمی ہیں شاید ایسا نہ کریں، مجھے ان کا احترام ہے لیکن ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ وزیراعظم کمیٹی کی تشکیل سے پہلے پارلیمنٹ کو تحلیل کریں تو اپوزیشن لیڈر بھی نہیں رہے گا، پارلیمانی کمیٹی بھی نہیں رہے گی۔ نمبر ایک۔

نمبر دو یہ ہے کہ الیکشن کمیشن کو یہ سارا اختیار دینا مناسب نہیں۔ ظاہر ہے کہ نام تو یہیں سے جائیں گے۔ آٹھ ارکین بھی اگر اتفاق نہیں کریں گے تو نام تو یہاں سے چلے جائیں گے لیکن میرے خیال میں دنیا میں کہیں ایسی مثال موجود نہیں کہ الیکشن کمیشن caretaker وزیراعظم کو نامزد کرے۔ تو یہ سوالات اٹھتے ہیں۔ ان کی power کیا ہے، ان کا level کیا ہے، کیا اس level کا فیصلہ بھی وہی کریں گے؟ یہ تحفظات ہیں جو میں سمجھتا تھا کہ آپ کے سامنے عرض کروں۔ چونکہ پارٹی کا فیصلہ ہے اور

ہم نے اس آئینی ترمیم پر ووٹ دینا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ خدشات اور یہ تحفظات ہم ضروری سمجھتے تھے کہ ہاؤس میں آپ سب کے سامنے رکھیں۔ جناب چیئرمین! بہت بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی، صفدر عباسی صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! ہماری جو پچھلی سیاسی تاریخ ہے گزشتہ دو تین سال کی اس کے اندر یہ تیسری ترمیم آئین میں آرہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں جیسے سب دوستوں نے بھی کہا ہے کہ شاید آنے والے دنوں میں الیکشن کے set up بنانے اور آئندہ آنے والے الیکشن کے لئے غالباً یہ سب سے important ترمیم ہے۔ مستقبل کی اسمبلیاں اس سے معرض وجود میں آئیں گی۔

جناب چیئرمین! یہ ترمیم بنیادی طور پر تین issues کا احاطہ کرتی ہے۔ پہلا issue الیکشن کمیشن آف پاکستان کو empower کرنا ہے اور بہت سے اختیارات جو چیف الیکشن کمشنر کے پاس اپنی ذات میں ہوتے تھے وہ الیکشن کمیشن کو transfer کئے جارہے ہیں اور بہت سے issues پر اب فیصلہ الیکشن کمیشن کا ہوگا چیف الیکشن کمشنر کا نہیں ہوگا۔ تو اس حد تک تو یقیناً میں سمجھتا ہوں کہ across the board consensus موجود ہے کہ الیکشن کمیشن آف پاکستان کو strong ہونا چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو کاوش اس ترمیم میں کی گئی ہے اور ان کو autonomy دی جارہی ہے اور financial autonomy بھی دی جارہی ہے، ان کا tenure بھی 5 سال specify کیا جارہا ہے اور ان کی removal کا طریقہ کار بھی ہائی کورٹ کے جج کے طریقے سے کیا جارہا ہے۔ تو اس سے یقیناً یہ confidence بڑھتا ہے کہ الیکشن کمیشن آف پاکستان ایک strong کردار ادا کرے گا آئندہ آنے والے الیکشن میں اور اس کے حوالے سے میں سمجھتا ہوں کہ across the board consensus موجود ہے۔ سب دوست یہی سوچ رہے ہیں کہ ہمیں اس حد تک اس کو ضرور support کرنا چاہیے۔

جناب چیئرمین! ترمیم کا جو دوسرا part ہے وہ 28 ممبران کی disqualification ہے جو elect ہوئے مگر سپریم کورٹ کے آرڈر کے تحت disqualified ہوگئے کیونکہ 18 ویں ترمیم میں آپ نے الیکشن کمیشن آف پاکستان کا ذکر کیا تھا اور چونکہ الیکشن کمیشن آف پاکستان نہیں بنایا گیا تو اس دوران جتنے بھی elections ہوئے ان سب کو suspend کیا گیا۔ تو آج جو ترمیم آرہی ہے بنیادی طور پر اس کی وجہ 28 ممبران کی disqualification ہے جو کہ سپریم کورٹ کی طرف سے کی

گئی ہے اور انہوں نے آئین کی وجہ سے کی ہے۔ آئینی طریقہ کار ہم لوگوں نے 18 ویں ترمیم میں وضع کیا ہے، اس میں سقم رہ گیا اور الیکشن کمیشن آف پاکستان constitute نہیں ہو سکا جس کی وجہ سے وہ elections illegal declare کئے گئے۔ تو یہی بنیادی طور پر وجہ بنی اس ترمیم کو لانے کے لئے۔

جناب چیئرمین! اب issue یہ ہے اور میں بڑے مودبانہ طریقے سے عرض کروں گا اور میں پروفیسر صاحب کی بات کو بھی اس حد تک support کروں گا کہ کیا موجودہ الفاظ اس purpose کو حل کر رہے ہیں جس purpose کی وجہ سے ہم آج یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں اور جس کی بنیاد پر ہم صرف اس کو cover ہی نہیں دے رہے بلکہ الیکشن کمیشن آف پاکستان کو virtually empower کر رہے ہیں۔ اور caretaker کا جو set up ہے اس کے حوالے سے بھی فیصلہ کریں تو میں یہ الفاظ معذرت کے ساتھ کہہ رہا ہوں کہ قومی اسمبلی اتنا بڑا ماشاء اللہ forum ہے اور وہاں پر بڑے اچھے اچھے لوگ بیٹھے ہیں اور یہاں پر ہمارے سینیٹرز صاحب ماشاء اللہ ڈار صاحب ، رضا ربانی صاحب ، انہوں نے اس میں اپنی input ڈالی ہے اور نیشنل اسمبلی نے اس کو پاس کر کے ہمارے پاس بھیجا ہے۔ میں ابھی تک frankly convince نہیں ہوں کہ یہ جو الفاظ Article 219 میں ڈالے جا رہے ہیں اور جو proviso create کیا گیا ہے کہ

> "Provided that till such time as the member of the Commission are first appointed in accordance with the provisions of paragraph (b) of clause (2) of Article 218, pursuant to the Constitutional (Eighteenth Amendment) Act, 2010 and enter upon their office, the Commissioner shall remain charged with the duties enumerated in paragraph (a), (b) and (c), of this Article."

میں دو بنیادوں پر ایک تو اس کی wording کی بنیاد پر اور ایک retrospective ہونے کی بنیاد پر آج بھی سمجھ رہا ہوں کہ شاید ہم ان کو cover نہیں دے پا رہے اور ultimately شاید پھر یہ معاملہ چیلنج ہو جائے اور پھر اس کے نتائج کس طرف جاتے ہیں میں کچھ کہہ نہیں سکتا لیکن میں چاہتا ہوں کہ یہ چیزیں record پر رہیں اور آئندہ آنے والوں دنوں کے لیے ان چیزوں کو ریکارڈ پر رہنا چاہیے تا کہ اگر کوئی اس قسم کا حادثہ ہو تو ہمیں اس کے لیے پہلے تیار رہنا پڑے گا۔

جناب ! اس کا تیسرا part وہ caretaker Cabinet ہے اب caretaker Cabinet جو ہے اس میں کیوں ہم نے ترمیمات کی ہیں میری نظر میں اگر آپ سترھویں ترمیم سے لے کر آج تک چلیں تو سترھویں ترمیم کے اندر بنیادی طور پر caretaker set up جو تھا اس کے اندر President discretion تھی اپنی مرضی کا جو چاہے caretaker set up بنا سکتا تھا لیکن ہم نے Article 224 کے اندر تبدیلی کی اور اس تبدیلی کے نتیجے میں ہم نے دو clauses ڈالیں 1-A and 1-B ۔ یہ اٹھارھویں ترمیم کے اندر آئیں اور اس کے اندر بنیادی طور پر یہ کہا گیا کہ پرائم منسٹر اور لیڈر آف دی اپوزیشن نئے caretaker کے لیے consultation کریں گے۔ اب معذرت کے ساتھ problem کہاں سے شروع ہوا، problem یہاں سے شروع ہوا کہ consultation کا جو لفظ تھا۔ میری نظر میں ہم اس کو understand نہیں کر سکے۔ وزیر اعظم صاحب یہاں بیٹھے ہوئے ہیں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ دو issues آئے جس میں لفظ consultation جس کی already تعبیر سپریم کورٹ کر چکی ہے ججز کیس میں ، اگر ہم اس کو follow کرتے اس consultation کے meaningful ہونے کے لفظ کو follow کرتے تو شاید آج ہمارے یہ problems نہ ہوتے لیکن چونکہ دو issues کے اوپر سپریم کورٹ کی ایک judgment بھی ہے جسٹس دیدار حسین شاہ کے case میں ، جہاں پر لیڈر آف دی اپوزیشن نے یہ محسوس کیا کہ وہ consultation نہیں کی گئی تو بنیادی طور پر ہم نے اپنے system کو خود اس حوالے سے ٹھیک کرنے کی کوشش نہیں کی جب کہ اس آئین کے اندر ہم اٹھارھویں ترمیم کرنے جا رہے تھے جو ہم نے پاس کیا اور میں سمجھتا ہوں کہ اپوزیشن کا حق ہے ، اپوزیشن نے یہ محسوس کیا کہ حکومت کے پاس نمبرز نہیں ہیں اور ہمیں اس وقت اس کو exploit کرنا چاہیے تو معاملہ 28 ممبران کی حفاظت کرنے سے شروع ہوا اور آج ہم کہاں آ کر پہنچے ہیں کہ ہم ایک ایسی ترمیم لا رہے ہیں جس کے اندر ہم avenues کھول رہے ہیں کہ جی اگر پرائم منسٹر اور لیڈر آف دی اپوزیشن آپس میں نہ کر سکے consultation کے

نتیجے میں اگر consensus نہ ہوا تو پھر ہم الیکشن کمیشن تک جا کر پہنچیں گے۔ معذرت کے ساتھ جناب، کہ پارلیمان اس میں اپنا role abdicate کر رہی ہے ہم ایسے avenues کو کھول رہے ہیں جن avenues کو کبھی نہیں کھولنا چاہیے۔ میری نظر میں آج بھی اور میں توقع کروں گا اس کے باوجود بھی کہ ہم یہ ترمیم پاس کر رہے ہیں لیکن اس کے باوجود بھی میری خواہش ہو گی اور وزیر اعظم صاحب یہاں بیٹھے ہیں میری عرض ہو گی لیڈر آف دی اپوزیشن شاید یہاں نہیں ہیں۔ میں آج بھی یہ چاہوں گا کہ ہم mature politicians کی طرح behave کریں۔ بجائے اس کے کہ ہم کوئی partisan politics کریں میں یہ چاہوں گا کہ وزیر اعظم صاحب اور لیڈر آف دی اپوزیشن صاحب خود متفق ہو جائیں تا کہ معاملہ آگے پارلیمنٹری کمیٹی کی طرف نہ جائے اور نہ الیکشن کمیشن کی طرف جائے لیکن یہاں میں پھر بھی یہ عرض کروں گا کہ اگر یہ معاملہ ان سے حل نہیں ہو رہا ہے تو please اس کو پارلیمنٹری کمیٹی تک محدود رہنے دیں۔ اس سے پہلے judges کی appointment میں آپ نے پارلیمنٹری کمیٹی بنائی ہوئی ہے جو اتنا اچھا کام کر رہی ہے کہ اٹھارھویں ترمیم کا کیس سپریم کورٹ میں پڑا ہوا ہے وہ ادھر ہی موجود ہے لیکن judges appoint ہو رہے ہیں تو میرے نزدیک ہمیں اپنی parliamentary powers کو جو پہلے پرائم منسٹر اور لیڈر آف دی اپوزیشن پر restrict ہوتے ہیں اور اس کے بعد پارلیمنٹری کمیٹی کی طرف جاتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اسی تک رہنا چاہیے ہمیں آج اس avenues کو نہیں کھولنا چاہیے جہاں ہم الیکشن کمیشن کی طرف جا رہے ہیں اور وہاں پر پانچ ممبران بھی بعد میں شاید voting میں چلے جائیں۔ میری نظر میں بنیادی طور پر یہ خرابی ہو گی۔ میں یہ request کروں گا اور میں یہ چاہتا تھا کہ ان تمام چیزوں کو record پر لاؤں۔ پارٹی کی ایک پالیسی ہے جس کے تحت amendment کو support کرنا ہے وہ کر دیں گے لیکن میری نظر میں یہ دونوں چیزیں 28 ممبران کو cover دینا کہ وہ disqualify نہ ہوں اور ultimately caretaker پر میرے جو اعتراضات ہیں میں نے آپ کے سامنے رکھے ہیں۔ باقی جو پارٹی کی پالیسی ہے اس کے مطابق ووٹ دیں گے۔ بہت مہربانی۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ، سلیم سیف اللہ خان صاحب۔

سینیٹر سلیم سیف اللہ خان : شکریہ جناب چیئرمین ! ایک تو آپ کی مہربانی، کہ بغیر میرے پوچھے آپ نے میرے سارے Bills defer کر دیئے ۔ بہرحال آپ کے ساتھ ایسا رشتہ ہے کہ آپ میرے ساتھ کر سکتے ہیں ۔

جناب چیئرمین ! وزیراعظم صاحب کی موجودگی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ڈاکٹر صاحب نے بہت سی باتیں کی ہیں کہ بدقسمتی سے ہمارے ملک میں اتنی divisionآ گئی ہے ، سوچ علاقائی ہو گئی ہے ، سوچ partisan ہو گئی ہے ، پارٹیوں تک محدود رہ گئی ہے یا individual تک ، اور وہ قومی سوچ جو میں سمجھتا ہوں کہ انتہائی ضروری ہے وہ بدقسمتی سے کم ہوتی جا رہی ہے ۔ جہاں تک 20th Amendment کا تعلق ہے یہ ایک اچھی amendment ہے اور ہم اس کا ساتھ دیتے ہیں لیکن جناب وزیراعظم صاحب کی موجودگی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اور سینیٹرز خواتین وحضرات سے بھی یہ گزارش ہے کہ پچھلے دنوں جو امریکہ نے ایک عجیب سا قدم اٹھایا اپنی کانگریس میں ، انہوں نے بلوچستان جو ہمارا ایک اندرونی معاملہ ہے ۔ اس پر انہوں نے وہاں پر جو debate کی ہے میرا خیال ہے آج ہمیں ضرور کوئی قرارداد لانی چاہیے against what the US Congress has done وزیراعظم صاحب سن رہے ہیں میری بات یقیناً ان تک پہنچ رہی ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ میں نیلوفر بختیار صاحبہ اور سب کو مبارکباد دیتا ہوں جنہوں نے آج خواتین کے لیے ایک کوشش کی ہے بہت سے کام ابھی بھی رہتے ہیں اور ہمیں پیش کرنے چاہییں لیکن ساتھ ساتھ بہت سی خواتین پارلیمنٹ کے سامنے شاید آپ بھی گئے ہوں گے ۔ وزیراعظم صاحب سے بھی یہ گزارش ہے کہ لاپتہ افراد کے بارے میں جہاں سپریم کورٹ کے ججز بھی گئے ہیں ۔ میاں نواز شریف صاحب اور بہت لیڈرز بھی گئے ہیں ۔ ان سے بھی درخواست ہے کہ وہ اگر وہاں جا کر ان کو تسلی دیں ۔ میرے خیال میں ہمارے لیے ایک لمحہ فکریہ ہے کہ ہمارے ہزاروں کی تعداد میں لوگوں کا پتا نہیں چل رہا ہے کہ وہ کہاں پر ہیں ، بہت سی مائیں ، بوڑھے لوگ پشاور سے لے کر کراچی تک یہاں آئے ہوئے ہیں تو موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کہ وزیراعظم صاحب بھی اس پر کچھ توجہ دیں ۔ ان کا شکریہ ہو گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین : شکریہ ، رحیم مندوخیل صاحب ۔ اس کے بعد رضا صاحب آپ ذرا ready رہیں۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب چیئرمین صاحب! میں آپ کا مشکور ہوں کہ بیسویں ترمیم کے حوالے سے بحث میں مجھے موقع دیا۔ جناب والا، اپنے دوستوں کی ضروریات کے مطابق اس وقت time موجودہ مسئلے کے لیے بہت کم ہے تو میں بڑی اختصار سے عرض کروں گا کہ ہمارے ملک کو جو حالات درپیش تھے وہ یہ کہ ہمیں آئین بنانے نہیں دیتے تھے۔ نتیجہ یہ ہے کہ مسلسل مارشل لاء ہوتے تھے اور بمشکل مارشل لا کا خاتمہ ہوا اس میں میں موجودہ حکومت کے allies کو حقیقت میں appreciate کروں گا کہ انہوں نے ایسے حالات میں بھی آئین کے حوالے سے کام کیا اور اٹھارھویں ترمیم ہماری پارلیمنٹ نے پاس کی اور گورنمنٹ نے initiate کیا یہ قابل تعریف بات ہے۔ یہ historic بات ہے۔ اس میں تفصیل ہے، آئین کو improve کیا گیا ہے۔ اس کے بعد جناب والا! 19th Amendment میں جو مسائل آئین کے تھے زیادہ سے زیادہ جمہوریت اور، مرکزی نظام کے حوالے سے ایک بڑی کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ پھر بیسویں ترمیم بہت کم وقت میں، اگر پہلے والے حکمران ہوتے تو وہ تو معمولی معمولی Act کو بھی منظور نہیں ہونے دیتے تھے۔ کہاں یہ ایک آئینی اور جمہوری بل پاس ہو رہا ہے۔ جناب والا! بیسویں ترمیم میں جو بنیادی مسائل ہیں اس میں fair, impartial and transparent elections ہوں گے جو پہلے یہ ہمارے ملک میں ناپید تھے۔ اب بل کے تحت الیکشن کمیشن کو آئینی تحفظ حاصل ہوا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ caretaker Government کی تشکیل، اسے کون نامزد کر سکتا ہے، کون مقرر کر سکتا ہے۔ اس میں جو بھی امکان ہے وہ اس بل میں لایا گیا ہے۔ ہمارے دوستوں کے نکات بالکل صحیح ہیں، انہیں consider کیا جائے، اس کے علاوہ اگر یہ بل منظور ہو جائے تو اس کے معنی ہیں کہ ہمارے ملک نے انتہائی بڑا جمہوری قدم اٹھایا ہے۔ جناب والا! اس کے لیے میں مبارکباد دیتا ہوں، پشتو میں ہے (پشتو) جب کسی نے بات کرنی ہو تو خدا کے لیے سچ بولنا چاہیے۔ یہ حقیقت ہے کہ حکومت نے ایک بہت اچھا بل پیش کیا اور اس کو ابھی منظور کریں گے اس کے ساتھ ہمارا جمہوری نظام develop ہوگا۔ اس میں جو بھی مسائل ہیں اس کو بعد میں حل کریں گے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: حاجی عدیل صاحب مختصر کرتے جائیں۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب چیئرمین! میں بڑا مشکور ہوں، میں سب سے زیادہ مشکور اپنے وزیراعظم صاحب کا ہوں کہ وہ غلطی سے نیشنل اسمبلی میں کہیں آگئے ہیں کیونکہ ہم جب سینیٹ

کے ہال میں ہوتے ہیں تو انتظار کرتے رہتے ہیں۔ بہرحال وہ تشریف لائے ہیں ہم ان سے درخواست کریں گے کہ جب سینیٹ کے ہال کی مرمت ہوگی تو آپ اس ہال میں بھی تشریف لائیں گے ہمیں بڑا انتظار رہتا ہے۔ جناب چیئرمین! ہم اس بل کی حمایت کریں گے، عوامی نیشنل پارٹی نے اس بل کو نیشنل اسمبلی میں support کیا ہے اگر ہم سے بھی مشورہ کیا جاتا، سینیٹروں سے مشورہ کیا جاتا تو ہم اس سے زیادہ بہتر بنا سکتے تھے۔ اس میں خاص طور پر نیا آرٹیکل sub-Article 224(a) اس پر ہمارا صرف ایک اعتراض ہے کہ ہم نے اپنی پارلیمنٹ کے اختیارات، پارلیمنٹ کے بنائے ہوئے ایک ادارے کو transfer کئے ہیں یہ اگر نہ ہوتا، آج نہیں، کل نہیں، اگر کبھی اکیسویں ترمیم لائیں تو مہربانی کریں، اپنی پارلیمنٹ پر اعتماد کریں، اپنے Leader of the House and Leader of the Opposition پر اعتماد کریں جو کمیٹی بنی ہے اس پر اعتماد کریں وہ ضرور کوئی فیصلہ کرتی، بلاوجہ آپ نے ایک باہر کے ادارے کو اس میں شامل کیا ہے۔ باقی ہم اس بل کو support کریں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ جی بخاری صاحب۔

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Should we move it now?

Mr. Acting Chairman: I think Raza *sahib* wants to say something.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, I will be very brief. There are just two basic issues which I would like to touch. First is on the question of the Election Commission. With due respect to all the honourable members, Parliament has not abdicated any of its functions or powers to the Election Commission. A Constitution is a document which cannot help or create a deadlock and therefore, keeping our past history in mind, the Election Commission is the last resort. The first resort is a consensus between the Prime Minister and the Leader of the Opposition. If that consensus does not come about within a period of three days then both of them will constitute a Committee either of the outgoing members of the National Assembly or from the Senate or from both. They will then

send two names each to this Committee and it would be then for this Committee to arrive at a consensus within three days. But now, suppose that this Committee also fails to come to a consensus then what is to be done. You cannot let it be in a vacuum, you cannot allow a constitutional crisis to brew whereby you would have to take resort to other institution. So, therefore, an institution which is being created by Parliament, an institution which is independent, which has now become more autonomous by the way of 20th Amendment, will consider the four names, two of the Prime Minister and two of the Leader of the Opposition. It will consider these four names, they cannot add a new name themselves and they will come to a decision within two days. So, Election Commission is the last resort and Parliament and the powers of Parliament have not been abdicated.

Very quickly now, to the controversy which is being created with regards to the proviso of Article 219, if you read the proviso, then you read it quietly and calmly, you will see that it covers the apprehensions that are there in the minds of my honourable friends and let me very quickly just read that proviso for you;

"Provided that till such time as the members of the Commission are first appointed," this is the point that is to be taken into consideration, "are first appointed in accordance with the provision of paragraph (d) of clause 2 of Article 218 pursuant to the Constitution (Eighteenth Amendment) Act, 2010." If you read it in this context, it is abundantly clearl, "and enter upon their office, the Commissioner shall remain charged with the duties enumerated in paragraphs (a), (b) and (c) of this Article." And what are paragraphs (a), (b) and (c), they deal with the powers of the then Commissioner to hold and conduct the elections which power was taken away from him by way of the 18th Amendment.

So, this proviso is adequate enough to give cover to those 28 members and I don't think that there can be an interpretation that could be to the contrary. Thank you, sir.

Mr. Acting Chairman: It has been moved that the Bill further to amend the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan [The Constitution (Twentieth Amendment) Bill, 2012], as passed by the National Assembly, be taken into consideration.

(The motion was carried.)

Mr. Acting Chairman: The motion is adopted. Now, we may take up second reading of the Bill, clause by clause consideration of the Bill.

There is no amendment in clause 2. The question is that clause 2 do form part of the Bill? All those members who are in favour of clause 2 may rise in their seats. Count be made please.

(Count was made)

Mr. Acting Chairman: Members may take their seats please. 75 members have voted in favour of clause 2 and no member voted against it.

(The motion was carried.)

Mr. Acting Chairman: So, the motion is carried by the votes of not less than two thirds of the total membership of the House. Therefore, clause 2 forms part of the Bill. Now, clause 3. The question is that clause 3 do form part of the Bill. All those members who are in favour of clause 3 may rise in their seats. Count be made please.

(Count was made.)

Mr. Acting Chairman: Members may take their seats. 76 members have voted in favour of clause 3 and none against it.

(The motion was carried.)

Mr. Acting Chairman: So, the motion is carried by the votes of not less than two thirds of the total membership of the House. clause 3, therefore, forms part of the Bill.

Now, clause 4. The question is that clause 4 do form part of the Bill? All those members who are in favour of Clause 4 may rise in their seats. Count be made please.

(Count was made.)

Mr. Acting Chairman: Members may take their seats. All those members against clause 4 may rise in their seats. Count be made please.

(Count was made.)

Mr. Acting Chairman: 76 members have voted in favour of clause 4 and none against it.

(The motion was carried.)

Mr. Acting Chairman: So, the motion is carried by the votes of not less than two thirds of the total membership of the House. Therefore, Clause 4 forms part of the Bill. Now clause 5. The question is that Clause 5 do form part of the Bill? All those members who are in favour of clause 5 may rise in their seats. Count be made please.

(Count was made.)

Mr. Acting Chairman: Members may take their seats. All those members against clause 5 may rise in their seats.

(Count was made.)

Mr. Acting Chairman: None is against it. 76 members have voted in favour of clause 5 and none against it.

(The motion was carried.)

Mr. Acting Chairman: So, the motion is carried by the votes of not less than two thirds of the total membership of the House. Therefore, Clause 5 forms part of the Bill. Now, clause 6. The question is that Clause 6 do form part of the Bill? All those members who are in favour of clause 6 may rise in their seats. Count be made please.

(Count was made.)

Mr. Acting Chairman: Members may take their seats please. All those members against clause 6 may rise in their seats. Count be made please.

(Count was made.)

Mr. Acting Chairman: 76 members have voted in favour of clause 6 and none against it.

(The motion was carried.)

Mr. Acting Chairman: So, the motion is carried by the votes of not less than two thirds of the total membership of the House. Therefore, clause 6 forms part of the Bill. Now clause 7. There is an amendment in clause 7. Yes, Prof. Khurshid *sahib.*

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: شکریہ جناب چیئرمین! میں آپ کی، اس ایوان کی اور خصوصاً وزیراعظم صاحب کی توجہ اس طرف مبذول کراؤں گا کہ آرٹیکل ۲۱۹ میں جو تبدیلی کی گئی ہے۔ دستوری amendment کا اصول یہ ہوتا ہے کہ اس کے ایک ایک لفظ حتیٰ کہ full stop, comma ایک ایک چیز کو احتیاط سے کیا جاتا ہے اور ایک comma کے فرق سے معنی میں زمین و آسمان کا فرق پڑجاتا ہے لیکن یہاں غیر ذمے داری، سہل انگاری کا یہ حال ہے کہ 219 کا جو original title تھا، duties of Commissioner آپ نے تمام contents میں تبدیلی کی ہے اور شروع ہوتا ہے کہ the Commission shall be charged with the duty of so and so سارے Commission کے بعد ہے لیکن title میں وہی duties of Commissioner لکھا ہوا ہے۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ جو اختیارات آپ نے Commissioner سے withdraw کیے ہیں،

title میں آپ نے ساری بات Commissioner کے لیے چھوڑ دی تو میں نے اس لیے move کیا ہے کہ اس میں the word "Commissioner" should be changed by "the Commission". اس طرح کم از کم consistent ہو جائے گا اور drafting اور دستوری زبان کے مطابق ہو گا۔ اس لیے یہ کوئی substantive نکتہ نہیں ہے لیکن بہر حال قانون کے اعتبار سے یہ ایک اہم نکتہ ہے کہ draftsman نے، Law Ministry نے، National Assembly نے اس چھوٹی سی بات کو بھی note نہیں کیا اور contents change کر دیے۔ Commissioner کی بجائے Commission کو دیا گیا ہے لیکن title وہی Commissioner ہے جو incoherent ہے اس پورے کے ساتھ۔ اس لیے میں درخواست کروں گا کہ انا کا مسئلہ نہ بنائیں بلکہ دستور کا draft، دستور کی صورت، دستور کے الفاظ، دستور کے عنوانات، سب صحیح ہونے چاہئیں۔ اس لیے یہ تصحیح آپ قبول کریں۔

Mr. Acting Chairman: Bokhari *sahib,* are you opposing it or have you to say something?

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Sir, we oppose this amendment.

جناب قائم مقام چیئرمین: پوری amendment کو پڑھ لیں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: یہ کوئی غلط فہمی ہے۔ یہ reproduction ہے۔ میں نے اس پر اعتراض کیا ہے لیکن میں نے اس کو delete کرنے کی کوئی amendment move نہیں کی ہے۔ میری amendment صرف پہلے کے بارے میں ہے۔ یہ staff confusion کی طرف سے ہے، جس میں انہوں نے اضافہ کر دیا ہے۔ میری amendment وہ نہیں ہے۔ یہاں میری amendment صرف اس کے عنوان کے بارے میں ہے۔

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Sir, if you see the Bill itself and if you read clause 7, which is the part of the Bill itself.

پروفیسر صاحب جو refer کر رہے ہیں، he is referring to the comparative statement which is annexed to the Bill. It is not itself the Bill. Bill is

Bill گزارش یہ ہے کہ ابھی جو a different thing, that is a different document. Bill itself is clause 7 which provides the amendment over there. ہے، they are discussing about the comparative یہ کوئی title کی بات کر رہے ہیں or کر رہے ہیں refer یہ اس کا study which has been given in the Article. even if it is typographical mistake then powers rest with the typing اگر Chairman, that can be removed by the Chairman. mistake ہے۔

That power rests with the Chairman.

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: جناب! میں سمجھتا ہوں کہ ہم سے یہ error رہ گیا ہے اور یہ اٹھارھویں ترمیم میں رہ گیا ہے۔ پروفیسر صاحب سے میری request یہ ہو گی کہ چونکہ اب ایک ماحول بنا ہوا ہے اور ہم Bill pass کرنے جا رہے ہیں تو کم از کم میاں رضا صاحب، یا پرائم منسٹر صاحب اٹھ کر اگر اس غلطی کو accept کر لیں اور آئندہ Bill لے آئیں۔ بڑی چھوٹی سی amendment ہے کہ Commissioner کی جگہ Commission آجائے گا۔ اگر یہ یہاں پر کوئی understanding دیتے ہیں یا کھڑے ہو کر اس بات کو concede کرتے ہیں کہ ہم آئندہ اسے درست کر لیں گے تو ایک چھوٹا سا Bill لانا پڑے گا Constitutional Amendment Bill, اکیسواں آپ کہہ لیں اور یہ معاملہ حل ہو جائے گا۔ اگر یہ دے دیتے ہیں تو میری پروفیسر صاحب سے request ہو گی کہ اس کو وقتی طور پر withdraw کر لیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی اسحاق ڈار صاحب۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب چیئرمین! basically nomenclature کا مسئلہ ہے۔ جو substantive part ہے، وہ ٹھیک ہے۔ وہ یہی کہتا ہے original بھی اور اس میں کوئی amendment نہیں ہے۔ The Commission shall be charged with the duty of a, b, c, d, e, اس میں کوئی change نہیں ہے۔ It is a nomenclature which has been ignored or overlooked but the substantive part میں پہلے بھی Commission ہے اور اب بھی Commission ہے۔ اس میں کوئی change نہیں ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: رضا ربانی صاحب۔

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, the issue is on the marginal note which describes the Article and it is correct that prior to this Article was dealing with the powers of the Commissioner and subsequently when the 18th Amendment came into existence or was passed by this House, then those powers started to vest in the Commission itself. So, to that extent, yes, it could be an oversight. I would request Professor *sahib* to kindly withdraw this amendment as it does not pertain to the actual text of the Article and therefore, I would kindly request him, through you, to withdraw this amendment so that we can pass this clause.

جناب قائم مقام چیئرمین: پروفیسر خورشید صاحب

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: میں نے شروع سے یہی بات کہی ہے کہ یہ substantive point نہیں ہے لیکن بہر حال، یہ drafting کا ایک اہم point ہے۔ جیسے میں نے عرض کیا تھا کہ دستور کا ہر لفظ dot and comma بھی اہمیت رکھتا ہے، اس لیے جس طرح عباسی صاحب نے کہا ہے، اگر یہ assure کیا جائے کہ آئندہ جب بھی کوئی ترمیم آئے گی، یہ یا اس type کے جو بھی lapses ہوں گے، ان کی اصلاح کر دی جائے گی تاکہ دستوری document زیادہ سے زیادہ perfect ہو تو میں اس وقت اصرار نہیں کروں گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ٹھیک ہے کیونکہ amendment آپ کی طرف سے ہے۔

جی۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: میں سمجھتا ہوں کہ میاں رضا صاحب نے اس کو accept کر لیا ہے کیونکہ انہوں نے marginal notes میں ابھی ترامیم کی ہیں۔ آپ کی ابھی بھی کئی amendments ایسی ہیں، جس میں marginal note مثلاً Commissioner, oath of office کا ہے تو انہوں نے لفظ Commissioner اڑا دیا ہے، انہوں نے term of office of Commission کو Commissioner plus members کر دیا ہے۔ انہوں نے ابھی بھی

اٹھارھویں ترمیم میں oversight ہے اور یہ oversight میں تبدیلی کی ہیں، یہ marginal notes ہوئی ہے، ان سے ابھی over sight نہیں ہوئی۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو پروفیسر صاحب کی request ہے، اس کو مان لیا جائے تو ہم آئندہ اس کو کسی بھی وقت ٹھیک کر سکتے، اس میں کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے۔

Senator Mian Raza Rabbani: On behalf of the Government, I can give this assurance because as Dr. Safdar Abassi has pointed out that in Article 216 we have made these adjustments in the marginal notes and that in any further constitutional amendment that comes, this anomaly would be addressed.

جناب قائم مقام چیئرمین: ٹھیک ہے، assurance آ گئی ہے۔ جی ظفر علی شاہ صاحب۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: جناب چیئرمین! ویسے تو کہا جاتا ہے کہ majority is authority وہ جو مرضی کرے، اس پر کوئی embargo نہیں ہوتا، bulldoze کرے، ٹھیک کرے، غلط کرے---

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ بھی مستقبل میں اسی کا حصہ ہیں۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: جناب چیئرمین! میں عرض کرتا ہوں کہ اس کو اتنا lightly لینا، کتابیں بھری پڑی ہیں، Libraries بھری پڑی ہیں کہ اگر Article کی heading and body of the Article میں conflict ہے تو number of cases, اگر آپ مجھے آدھا گھنٹہ دیں تو میں آپ کے پاس لے آؤں گا، اس لیے اس کو اتنا lightly نہ لیں کہ یہ کوئی معمولی سی بات ہے جو پروفیسر صاحب نے point out کی ہے۔ میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ یہ majority کی مرضی ہے کہ majority is authority جو مرضی کرے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی پروفیسر صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب! میاں رضا ربانی صاحب کی assurance کے بعد میں اس پر اصرار نہیں کرتا۔

Mr. Acting Chairman: Thank you. We may take up clause 7, now, if there is no amendment, the question is that clause 7 do form part of the Bill? All those Members who are in favour of clause 7 may rise in their seats. Count may be made please.

(Count was made)

Mr. Acting Chairman: Members may take their seats please. All those members who are against clause 7, may rise in their seats. Count may be made.

(Count was made)

Mr. Acting Chairman: 75 members have voted in favour of clause 7, and none against it.

(The motion was carried)

Mr. Acting Chairman: So the motion is carried by the votes of not less than two thirds of the total membership of the House. Clause 7, therefore, forms part of the Bill. Clause 8, I think, there is an amendment moved by Senator Haroon Khan.

یہ circulate نہیں ہوئی۔

Senator Haroon Khan: Moment on that Mr. Chairman,

یہ amendment بہت ضروری تھی اور میں اس کی spirit بتا دوں کہ ہم نے جو process بنایا ہے، it is very good process although اگر in the initial stages consensus پر بات رہتی، the consensus between outgoing Prime Minister and outgoing Leader of the Opposition تو اس سے جو result نکلتا، وہ ایک neutral caretaker Prime Minister کا result نکلتا۔ ہم نے بعد میں اس کے failure پر 2 اور processes بنا دیے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ Leader of the House and Leader of the

Opposition اپنے 2 - 2 members دیں گے that means وہ اپنے favourites دیں
تو whether it is decided by the Parliamentary Committee of the
Election Commission of Pakistan, it will not be a neutral choice, it
will be a choice of a favourite person of either the Leader of the
Opposition or the Leader of the House. لہذا، I hope کہ یہ process شروع میں
consensus سے ہو جاتا اور بات رک جاتی، میری amendment یہ ہے کہ ہم نے throughout
the process ہر stage میں days کی limitation ڈال دی ہے۔ ہم نے پہلی limitation پہلے
process میں ڈالی ہے جو consultation and consensus کے ساتھ ہے، اس میں تین دن کی
limitation ڈالی ہے۔ ہم نے اس کے بعد Parliamentary Committee میں another
three days کی limit ڈالی ہے اور ہم نے پھر Election Commission of Pakistan میں دو
دن کی limitation ڈالی ہے۔ that means a total of 8 days. اس سارے process میں
جب فیصلہ ہو جاتا ہے کہ caretaker Prime Minister or caretaker Chief Minister
کون بنے گا۔ ہم نے یہ limitation نہیں ڈالی کہ جب President کے پاس advice جائے گی تو the
President should also be bound to announce within two days that is
my amendment because ہم نے جب بھی time bound نہیں کیا کہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ
اس وقت سندھ Provincial Assembly میں there is no Leader of the
Opposition because the Speaker of the Sindh Assembly is not time
bound. اسی طرح in the past بہت ساری چیزوں میں جہاں time limitation نہیں تھی، اس کا
فائدہ اٹھا کر اس process کو misuse کیا گیا۔ لہذا، میں نے یہ amendment کرنا تھا کہ جب
President کے پاس نام چلا جائے تو he should be time bound to announce the
name within 48 hours کیونکہ آج جو spirit ہے، وہ spirit یہ ہے اور consensus یہ ہے کہ آج
amendment pass ہونی چاہیئے، یہ بہت ضروری ہے۔

It is step forward for this country so, I would withdraw my amendment, thank you.

Mr. Acting Chairman: Thank you very much. Mian Raza Rabbani *sahib.*

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, I am grateful to the honourable Senator for having withdrawn the amendment but I would just like to bring it to the notice of the House through you that Article−48, if I am not mistaken already provides for a time limit with which any advice which is sent by the Prime Minister to the President has to be given effect to and in case has the expiration of that time limit, it is not given effect to then it would be deemed that that advice has been given effect to.

Mr. Acting Chairman: The question is that clause 8 do forms part of the Bill. All those members who are in favour of clause 8 may rise in their seats. Count may be made please.

(Count was made)

Mr. Acting Chairman: Members may take their seats please. All those members who are against clause 8 may rise in their seats. Count may be made.

(Count was made)

Mr. Acting Chairman: 77 members have voted in favour of Clause 8, and none against it.

(The motion was carried)

Mr. Acting Chairman: So the motion is carried by the votes of not less than two thirds of the total membership of the House. Clause 8, therefore, forms part of the Bill. There is an amendment in clause 9, Professor Khurshid *sahib.*

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب! میری سب سے اہم amendment یہی ہے، یہ substantive ہے اور میں اس کے ذریعے سے اس provision میں بنیادی تبدیلی چاہ رہا ہوں، میں نے پورے paragraph 224−A کو substitute کیا، میرے بنیادی طور پر دو ہی نکات ہیں۔ جناب چیئرمین! پہلا نقطہ یہ ہے۔۔۔

جناب قائم مقام چیئرمین: پروفیسر صاحب! آپ تھوڑا رک جائیں۔

Bokhari *sahib*, are you opposing this amendment?

Senator Nayyer Hussain Bokhari: Yes, it is opposed.

جناب قائم مقام چیئرمین: جی پروفیسر خورشید صاحب بات کریں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: آپ کا بہت شکریہ۔ ہم نے assume کر لیا تھا کہ یہ oppose کریں گے۔ بہرحال، میں عرض کر رہا تھا کہ میرا اس پر پہلا اعتراض ہے کہ جو پارلیمانی کمیٹی بنائی گئی ہے بلکہ جو Committee بنائی گئی ہے، وہ کمیٹی بے حد vague ہے، یہ تو کہہ دیا گیا ہے کہ آٹھ افراد ہوں گے لیکن اس کے بعد outgoing members of National Assembly, or the Senate, or both, اس میں اتنی discretion Speaker کو دی ہے جو Prime Minister and Leader of the Opposition کی رائے پر عمل کرے گی یا کرے گا، میری نگاہ میں اتنی discretion دینا غلط ہے۔ ایک تو formal نقطہ ہے، وہ یہ ہے کہ جب Assemblies dissolve ہو گئیں تو dissolve ہونے کے بعد dissolved Assembly کے members کو یہ اختیار دینا، میری نگاہ میں politically and morally درست نہیں ہے۔ یہ اختیار ان کے پاس ہونا چاہئیے جو اپنے آپ کو independent رکھتے ہیں، اپنا کوئی constitutional وجود رکھتے ہیں اور اس معاملے کو میری نگاہ میں دستور میں 18th Amendment نے بڑی خوبصورتی سے طے کر دیا تھا، اس لیے آپ وہاں دیکھئیے کہ Article 175-A جو 18th Constitutional Amendment کا بڑا crucial and original contribution ہے۔ اس میں یہ بات واضح کر دی گئی ہے؛

"Provided that when the National Assembly is dissolved".

میں چاہوں گا آپ اس word پر خاص طور پر غور کریں کہ ایک precedent دستور میں already موجود ہے کہ

"Provided that when the National Assembly is dissolved, the total membership only Parliamentary Committee shall consist of the

members from the Senate only. Mentioned in paragraph (i); and the provisional list Article shall apply".

ہم نے ایک principle بھی طے کر دیا ہے کہ جب اسمبلی dissolve ہو تو سینیٹ ایک permanent body ہے، یہ indissolveable ہے، اسے powers to the Parliament ہیں، اس صورت میں یہ کمیٹی سینیٹ سے بننی چاہیے۔ اس میں مجھے کوئی confusion نہ ہوتی اور یہ بات بالکل ٹھیک ہے کہ 4 افراد Treasury سے اور 4 افراد اپوزیشن سے آئیں اور اس طرح سینیٹ کی 8 افراد کی کمیٹی یہ طے کر سکتی تھی۔ میری نگاہ میں یہ cut off point ہو سکتا ہے کہ جس کا فیصلہ final ہو اور یہ by majority طے کر لیں۔ اس کمیٹی کا vague رکھنا confusion پیدا کرے گا، discretion کو بڑھا دے گا اور ایک بری مثال قائم کرے گا۔ اس لیے کہ میرے علم میں دنیا کے کسی دستور میں یہ بات نہیں ہے کہ caretaker Government کو بنانے کے لیے اگر Leader of the House and Leader of the Opposition میں اختلاف ہو تو جو ex-members ہیں ان پر یہ بات ڈالی جائے، پھر یہاں یہ بھی clear نہیں ہے کہ کتنے ex-members ہوں گے اور کتنے سینیٹ سے ہوں گے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ صرف سینیٹ سے ایک لیں اور 7 اسمبلی سے لے لیں، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ سینیٹ سے ایک بھی نہ لیں۔ میری نگاہ میں یہ ایک بہت ہی vague چیز ہے، اس سے discretion ملے گا، اس سے غلط روایات قائم ہوں گی اور chances of abuse زیادہ ہوں گے۔

دوسرا پہلو یہ تھا کہ اگر جیسا کہ اس provision میں ہے کہ یہ کمیٹی طے نہ کر سکے تو پھر ایک 3rd tier بھی آپ نے بنایا۔ میں میاں رضا ربانی صاحب کا ممنون ہوں کہ انہوں نے اس کے لیے بڑا صحیح قانونی لفظ استعمال کیا ہے، 'that is last resort' میں بڑے ادب سے عرض کروں گا کہ the "last resort" is the final word, "last resort" has supremacy over earlier tiers. یہ کہنا غلط ہے کہ ہم نے پارلیمنٹ کے اختیارات کو abrogate نہیں کیا۔ آپ نے کیا ہے اور آپ نے ایک non elected body کو جو بالکل ایک دوسرے مقصد کے لیے قائم کی گئی ہے، یعنی انتخابات کی فہرستیں بنانا، جو وہ نہیں بنا سکی۔ انتخابات قانون کے مطابق کرانا، جو وہ نہیں کرا سکی۔ آپ اس کو یہ کام سونپ رہے ہیں، یہ extra parliamentary ہے۔ میری نگاہ میں

معاملات کو پارلیمنٹ کی کمیٹی میں طے ہو جانا چاہیے لیکن اگر for the Government's sake اور میں میاں رضا ربانی صاحب سے اتفاق کرتا ہوں کہ ایسی صورت پیدا ہو سکتی ہے کہ سینیٹ کے 4 افراد ہوں، تو پھر کوئی نہ کوئی ہونا چاہیئے۔ ٹھیک ہے سپریم کورٹ کی judgment سے کچھ لوگ خوش ہیں اور کچھ ناخوش ہیں۔ چیف جسٹس کے بارے میں افراد کی ذاتی آراء مختلف ہو سکتی ہیں، ہم institutions کی بات کر رہے ہیں، افرد کی نہیں اور ایسے معاملات میں جہاں تک میرے علم میں ہے کہ جہاں کہیں بھی کوئی ایسا issue آتا ہے تو وہ پھر last resort Supreme Court. ہے،وہ دستوری قوت ہے، وہ کوئی kangaroo court نہیں ہے، اس لیےاس کی عزت و مقام اور ایسے معاملات میں last resort کا ادارہ الیکشن کمیشن نہیں بلکہ سپریم کورٹ ہے۔ جیسا کہ انڈیا میں بھی ہے کہ چیف جسٹس in consultation with senior most judges کہیں دو ہیں، کہیں تین ہیں اور کہیں چار ہیں۔ میں نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ اگر یہ کرنا ہی ہے تو پھر Chief Justice of Pakistan in consultation with the four senior most Judges of the Supreme Court اور Province کی صورت میں Chief Justice of the High Court in consultation with three senior most Judges of the High Court. وہ اس بات کو طے کریں اور بلاشبہ وہ ان چار ناموں میں سے ہی طے کریں گے جو Leader of the House and Leader of the Opposition نے دیئے ہیں۔ یہ ایک viable alternative ہے اور اگر کسی چیز کو آپ last resort بنانا چاہتے ہیں، جس کی ضرورت پیدا ہو سکتی ہے تو خدا کے لیے وہ ایک ایسے ادارے کو نہ بنائیں جو judicial function ادا نہیں کر رہا ہے۔ یہ ایک judicious decision ہونا چاہیے، یہ decision neutral ہونا چاہیے، impartial ہونا چاہیے۔ الیکشن کمیشن تو الیکشن میں involve ہے، اگر اسی کو آپ یہ اختیار دے دیتے ہیں کہ وہ caretaker Prime Minister بنائے تو میری نگاہ میں اس میں بڑے خطرات ہیں۔ میں پڑھ کر سنا دوں کہ

how I want to substitute the current 224(a) with the other one, I am reading out.

> "Resolution by Committee or the Judicial Committee–
> (1) In the case the Prime Minister and the Leader of

the Opposition in the outgoing National Assembly do not agree on any person to be appointed as the caretaker Prime Minister, within three days of the dissolution of the National Assembly, they shall forward two names each to a Committee to be immediately constituted by the Speaker National Assembly in consultation with Chairman Senate, comprising eight members of the Senate, having equal representation from the Treasury and the Opposition to be nominated by the Leader of the House and the Opposition in Senate respectively".

2. "The Committee constituted under Clause (1) shall finalize the name of the caretaker Prime Minister within three days of the reference of the matter to it".

"Provided that in case of inability of the Committee to decide the matter in the aforesaid period, the names of the nominees would be referred to the Chief Justice of Pakistan for final decision who shall in consultation with four senior most Judges of the Supreme Court, decide the matter within two days".

3. "In case a Chief Minister and the Leader of the Opposition in the outgoing Provincial Assembly do not agree on any person to be appointed as the caretaker Chief Minister within three days of the dissolution of the Assembly they shall forward two nominees each to the Chief Justice of the High

Court of the Province who shall finalize the name in consultation with three senior most Judges of the High Court within two days".

4. "The incumbent Prime Minister and the incumbent Chief Minister shall continue to hold office till appointment of the Caretaker Prime Minister and the caretaker Chief Minister as the case may be".

آپ نے ایک فرق دیکھا ہو گا کہ مرکزی اسمبلی کے لیے تو میں نے سینیٹ کی پارلیمانی کمیٹی رکھی، Provinces سے میں نے نہیں رکھی ہے، اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ اگر اپوزیشن کی equal representation نہ ہو تو پھر یہ ایک false بن جاتا ہے۔ اب میں آپ کے سامنے بلوچستان کا مسئلہ رکھتا ہوں کہ وہاں پر غالباً 64,65 members میں سے 62, 63 Ministers ہیں، ایک سپیکر اور ایک ڈپٹی سپیکر ہے اور ایک آدمی کا نام اپوزیشن میں آتا ہے، وہاں آپ ایسی کمیٹی کیسے بنائیں گے۔ سندھ ہمارا بڑا اہم صوبہ ہے، تعداد میں بھی بڑا ہے لیکن ہمیں نظر آرہا ہے کہ وہاں پر Leader of the Opposition موجود نہیں ہے اور آپ نے خود اسی بنا پر یہ رکھا ہے کہ اگر کہیں اپوزیشن میں تین یا چار افراد نہ ہوں تو جو بھی ہو گا وہ ممبر بن جائے گا۔ میرا خیال ہے کہ یہ معاملات کو طے کرنے کا بڑا ہی snappy طریقہ ہے۔ اس لیے Province کی صورت میں request کرتا ہوں کہ اگر اتفاق رائے نہیں ہوتا تو پھر Chief Justice of the High Court in consultation with three senior most judges اس کو طے کریں گے۔

جناب والا! میں یہاں ایک اور بات کہنا چاہوں گا کہ بلاشبہ یہ safety valve ہم نے رکھا ہے، آپ نے بھی رکھا ہے، میں نے بھی رکھا ہے لیکن مجھے توقع ہے کہ اس safety valve کی وجہ سے Prime Minister and the Leader of the Opposition, the Chief Minister and the Leader of the Opposition اتفاق رائے پیدا کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اس لیے کہ انہیں یہ پتا ہے کہ اگر وہ اتفاق نہیں کرتے تو یہ چیز کہاں جا رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک deterrent بھی ہو گا، ٹھیک ہے اگر یہ ایک outlet crisis ہوتا ہے تو it is a way out

لیکن یہ crisis کو avoid کرنے کا ایک بڑا موثر ذریعہ ہوتا ہے for Prime Minister and Leader of the Opposition دونوں کے سامنے یہ بات ہو گی کہ اگر ہم نے اتفاق نہیں کیا تو go to the court.

جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑی اہم amendment ہے اور اگر آپ اس ایک چیز کو ٹھیک کر لیں تو پھر میری نگاہ میں آپ کی جو overall 20th Amendment ہے، یہ میرے لیے بھی اور میری طرح سوچنے والوں کے لیے بھی قابل قبول ہو جائے گی، ورنہ ہم دکھ اور افسوس سے آخری وقت تک اس کی مخالفت کریں گے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ جی میاں رضا ربانی صاحب۔

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, I am grateful. First of all sir, *stricto sensu* speaking, this amendment doesn't fall within the purview of the rules because the rules say that the amendment has to pertain and deal with the subject matter of the clause which is being amended. In actual fact, what is being sought through this amendment and I am surprised that the Secretariat didn't take objection what is being sought by this amendment is the replacement of Article 224(a) which is clause 9 of the Bill and which under the rules is not permissible but that is an objection that I have taken for the record but I would come now to the factual position which the honourable Senator has raised and the arguments advanced by him.

First of all sir, that this amendment, clause 1 of Article 224(a) which has been totally overhauled envisages a role for the Chairman of the Senate and the Speaker of the National Assembly whereas the original amendment doesn't envisage role for the Speaker of the National Assembly. The Speaker of the National Assembly under Article 224(a) in clause 9 of the Government Bill acts only as a post office in terms of the notification of the names

of the Committee which are to be given, four each by the Leader of the House and the Leader of the Opposition.

No.2. This *stricto sensu* is not a Parliamentary Committee and that is why you would find that in 224(a) it has not been referred to as a Parliamentary Committee in juxtaposition if you place the amendments of the 18th Amendment, you would find that wherever a Committee of the two Houses has been constituted, it has been referred to as a Parliamentary Committee. Here it has been referred to as the Committee and therefore, if outgoing members of the National Assembly are included, it is not a violation because this is not a Parliamentary Committee in that strict sense of the word and therefore, that omission of the word "Parliamentary" is deliberate in terms of Article 224(a).

Now, sir, as far as the question, if we go back, to the original of four names each by the Leader of the Opposition and of the Leader of the House, how many are to be from the Senate and how many are to be from the National Assembly, it is a given proposition that the rules are to be framed by the Committee itself and this question of what should be the actual complexion of that Committee if the Committee at that time feels or deems it proper, it can specify in its rules and the matter can be taken care of over there.

Now, we come to clause 2 of the amendment and it pertains to in case of a dispute being referred to the Chief Justice of Pakistan and the foremost Senior Judges of the Supreme Court. Now sir, here let me state that the Supreme Court of Pakistan is the court of final arbitration and the court of final appeal and let me also point out that this is what the Election Commission, because it was said that the Election Commission is not a judicial body and it can't perform a judicial function, selection of a name of a caretaker

Prime Minister in the last eventuality by the Election Commission firstly is not a judicial function. No.2. If this amendment is exceeded to and we concede that yes, let the honourable Chief Justice of the Supreme Court and four honourable Senior most Judges of the Supreme Court, let them sit and take a final decision on the list from the Prime Minister and the Leader of the Opposition and they nominate someone. Obviously they have to nominate someone and that person becomes the Prime Minister. Tomorrow, Mr. Chairman, there is a writ which is filed against that Prime Minister that he has acted unlawfully or he has acted in abuse of his powers, that writ will go before the Supreme Court and how do you expect the Supreme Court to sit in judgment against its own nominee. So, I think we are creating a situation whereby we are putting institutions into awkward position and it would then be very awkward for the Supreme Court to take up consideration on that issue and, therefore, I would most humbly submit that this is not a viable alternative because it would create further complications as we go on further.

Now, sir, with reference to the Provinces, there is an inherent contradiction and that inherent contradiction is, that on the one hand we have been talking about the abdication of the functions of Parliament to the Election Commission and we have said that if the Election Commission has to choose as a final arbiter the name of the caretaker Prime Minister from the list of nominees provided by the Leader of the House and Leader of the Opposition, we say that the Parliament is abdicating its function but here for the Provinces, why do we have two standards? Why do we say that in the Provinces if the Leader of the House, that is the Chief Minister, outgoing Chief Minister and the outgoing Leader of the Opposition, if they fail to come to a conclusion or if they fail to

come to an agreement then let us forget the Provincial Assembly. Is that not an abdication of the function of the provincial Assembly that we are saying let us forget the Provincial Assembly and let the honourable Chief Justice of the High Court and four other judges along with him finalize the names? This, in actual fact, is blowing hot and blowing cold at the same time. Either the position that you have taken that the abdication takes place of the powers of Parliament, if that position is correct then it applies similarly over here. So, therefore, I would most humbly request, through you, to the House that this amendment, first of all, I would request Prof. *Sahib*, but I know that he has a very strong position on it and therefore, I would not like to embarrass him by asking him to withdraw it but I would therefore, kindly request you to put the amendment to the vote and let the House decide.

جناب قائم مقام چیئرمین: جی پروفیسر صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: میں میاں صاحب کا بڑا ممنون ہوں کہ انہوں نے مجھے اس awkward position میں نہیں ڈالا اور میں اس amendment کے حشر سے خائف نہیں۔ میں نے جانتے ہوئے اس کو پیش کیا ہے لیکن میں دو تین باتیں ضرور عرض کروں گا قبل اس کے کہ آپ اس پر ووٹ لیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ یہ کہا گیا ہے کہ beyond the scope of amendment ہے۔ میں سمجھنے سے قاصر ہوں کہ پھر amendment کا مقصد کیا ہے۔ اس clause کا اصل objective یہ ہے کہ caretaker Government بنانے کا ایک process طے کیا جائے۔ Original میں three tier process دیا گیا ہے، میں نے اسی frame work کو سامنے رکھتے ہوئے، اسی میں amendment کے ذریعے ایک three tier process پیش کیا ہے۔ یہ ہر اعتبار سے، technically ایک amendment ہے اور یہ کہنا کہ یہ amendment کے scope سے دور چلی گئی ہے، میری نگاہ میں قانونی اور ادبی اعتبار سے صحیح نہیں۔

دوسری بڑی عجیب بات پارلیمنٹری کمیٹی کے بارے میں کہی گئی ہے اور جناب چیئرمین! یہاں میں بات ذرا کھل کر کہنا چاہتا ہوں کہ پارلیمنٹ کے ممبر اس وقت تک پارلیمنٹ کے ممبر ہیں

جب تک کہ پارلیمنٹ dissolve نہیں ہوتی۔ The moment Assembly is dissolved, members are like common citizens. ان کا کوئی پارلیمانی کردار باقی نہیں رہتا۔ آپ ان افراد کو جو اب پارلیمنٹ کے members نہیں ہیں، یہ اختیار دے رہے ہیں کہ وہ مستقبل کی caretaker Government بنائیں۔ caretaker Government بنانا dissolved Assembly کے ارکان کا کام نہیں ہے۔ ان کو اس کے اندر involve کرنا میری نگاہ میں ایک strenuous factor کو ایک پارلیمانی process پر impose کرنا ہے۔ اسی لیے میں یہ بات کہہ رہا ہوں کہ پارلیمنٹ کے دو حصے ہیں، ایک نیشنل اسمبلی اور دوسرا سینیٹ۔ دونوں میں سے سینیٹ موجود ہے، ٹھیک ہے وہ indirectly elected ہے لیکن Provincial Assemblies directly related ہیں جنہوں نے اس کو elect کیا۔ ایسا نہیں ہے کہ یہ nominated ہیں۔ یہ پارلیمنٹ کا حصہ ہیں۔ جب یہ parliamentary process موجود ہے تو یہ کہنا کہ ہم outgoing members کی کمیٹی بنائیں گے سمجھ سے بالاتر ہے۔ آپ اس کو Parliamentary Committee اسی لیے نہیں کہہ رہے کہ اب ان کا کوئی تعلق پارلیمنٹ سے نہیں لیکن اس کے باوجود آپ ان کو ایک ایسے فیصلے میں involve کر رہے ہیں جس کا مستقبل کی پارلیمنٹ اور الیکشن پر ایک بہت بڑا اثر پڑنے والا ہے۔

صوبوں میں اسی لیے میں نے یہ second tier نہیں رکھا کہ وہاں کوئی second tier نہیں ہے۔ اسمبلی dissolve ہونے کے بعد وہاں کوئی elected یا اسمبلی کا ایسا organ موجود نہیں تھا جسے یہ کام سونپا جاسکے۔ پھر میں نے آپ کے سامنے 175(A) کی جو provision ہے آئین کی، اسے پیش کیا ہے کہ بعینہٖ similar situation میں ہم نے یہ راستہ اختیار کیا ہے کہ اگر اسمبلی dissolve ہو تو جو undissolved House ہے Committee would consist of the members of that House. میں تو پارلیمنٹ کی supremacy اور پارلیمنٹ کے معاملات کو پارلیمنٹ میں رکھنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ آپ پارلیمنٹ کے معاملات کو ایسے افراد کے سپرد کر رہے ہیں جو پارلیمنٹ کے member رہے ضرور ہیں لیکن جس وقت ان کو کمیٹی میں لایا جا رہا ہے اس وقت ان کا کوئی stake ان کی کوئی responsibility نہیں اور وہ کسی oath کے تحت نہیں ہیں۔ سینیٹ کا ہر ممبر under oath ہے کہ وہ Constitution کو abide کرے گا۔ Once you are not a member of the National Assembly, you are not under oath. You are just a commoner. آپ street میں لے جا رہے ہیں ایک ایسے فیصلے کو جسے پارلیمنٹ میں ہونا

چاہیے۔ اس لیے میں چاہوں گا کہ اس پر آپ ذرا ٹھنڈے دل سے غور کریں، جذباتی انداز میں غور نہ کریں۔

تیسری بات جس کی میں توقع نہیں رکھتا تھا میاں رضا ربانی جیسے قانون کے ماہر رفیقِ کار سے، judicial issue کیا ہے؟ چار ناموں میں کسی ایک نام کو طے کرنا۔ بلاشبہ یہ کوئی judicial issue نہیں ہے لیکن چونکہ ایک tie پڑ گئی ہے، راستہ نکل نہیں رہا، اس لیے جو highest court of appeal آپ کے پاس available ہے، جن کی integrity and sagacity پر ہم اعتماد کرتے ہیں، اسے ہم یہ اختیار دے رہے ہیں اور objective بھی کیا ہے کہ ایک neutral, impartial caretaker Prime Minister or Chief Minister وجود میں آجائے۔ ان صورتوں میں آپ streets سے طے کروائیں گے یا آپ ایک اعلیٰ ترین judicial Committee سے کروائیں گے۔ جو بات میری سمجھ میں نہیں آئی وہ عجیب و غریب بات ہے کہ ایک طرف وہ یہ کہتے ہیں کہ اگر سپریم کورٹ کا چیف جسٹس ان چار میں سے کسی ایک کا انتخاب کرتا ہے تو وہ اس کا nominee ہو گیا اور nominee بھی ایسا کہ اگر وہ قانون کی کوئی خلاف ورزی کرے تو پھر اس کو وہ consider نہیں کرسکتے۔ میں پوچھتا ہوں کہ پرائم منسٹر اپنے nominees کو appoint کرتا ہے اور وہ nominee اگر misbehave کرتا ہے، دستور، قانون اور rules & regulations کو violate کرتا ہے تو کیا پرائم منسٹر اس بنا پر کہ اس کا وہ nominee تھا، اسے اس نے appoint کیا تھا، اس کا احتساب نہیں کرے گا؟ Judiciary ججز کا مقابلہ کرتی ہے لیکن Article 209 کے تحت وہی judiciary ان کا احتساب بھی کرتی ہے اور ان کو dismiss بھی کرسکتی ہے تو judicial issue اور چیز ہے، یہ ایک executive decision ہے because of the failure of the Parliamentary Committee to arrive at a consensus decision ہم اس کو sign کررہے ہیں۔

ایک اور بڑی عجیب بات انہوں نے کہی ہے کہ composition of the Committee کے سلسلے میں جو اعتراضات میں نے کیے ہیں، وہ rules of business سے طے ہوسکتے ہیں۔ جناب والا! نمبر ایک، اس amendment میں کہیں یہ بات لکھی ہوئی نہیں ہے کہ جو کمیٹی بنے گی وہ اپنے rules of business کو طے کرے گی۔ یہ کہیں لکھا ہوا نہیں ہے، کوئی authorization نہیں ہے۔ Rules of business کمیٹی بننے کے بعد ہوا کرتے ہیں، پہلے نہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ کتنے افراد اسمبلی سے ہوں گے یعنی ex-members میں سے ہوں گے، کتنے سینیٹ میں سے ہوں گے؟

جناب چیئرمین! یہ rules کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ یہ مسئلہ تو وہ ہے جسے آپ کو یہاں طے کرنا چاہیے تھا جسے آپ نے طے نہیں کیا اور میں آپ کی help کر رہا ہوں کہ Article 175(A) کی مثال کو سامنے رکھتے ہوئے، میں نے کہا ہے کہ وہی process آپ استعمال کریں۔ ایک elected House آپ کے پاس موجود ہے، Upper House آپ کے پاس موجود ہے، وہ political institution ہے، پارلیمنٹ کا حصہ ہے، اس کی کمیٹی یہ کام انجام دے۔ اس لیے رولز آف بزنس کے بارے میں جو بات آپ نے کہی ہے وہ ناقابلِ فہم ہے۔

صوبوں کی جس inherent contradiction کی طرف انہوں نے اشارہ کیا ہے، کم از کم میں اس کو سمجھنے سے قاصر ہوں۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ Provincial Assemblies میں کوئی second chamber نہیں ہے، Provincial Assemblies کے حقائق کو سامنے رکھ کر خود آپ نے اپنی ترمیم میں یہ کہا ہے کہ اگر چھ افراد وہاں سے کمیٹی میں لینے ہیں، اگر تین افراد نہ ہوں، اگر ایک بھی ہے تو اس کو لیا جائے گا۔ یعنی مقصد یہ ہے کہ آپ ایک ایسی situation کو deal کر رہے ہیں، اس کے لیے ایک راستہ نکال رہے ہیں، میں یہی کہنا چاہتا ہوں کہ Provinces کے حالات substantively مختلف ہیں۔ وہاں دو Houses بھی نہیں ہیں اور وہاں اگر اپوزیشن کے اتنے members نہ ہوں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ چیف منسٹر اپنی مرضی کی caretaker بنائے گا جس کے نتیجے میں الیکشن pollute ہوں گے، ان پر اعتماد نہیں ہوگا اور پھر آپ جمہوریت کو فروغ نہیں دے سکیں گے۔ اس لیے میری نگاہ میں ان کے پانچوں دلائل بڑے کمزور اور بودے ہیں۔ ٹھیک ہے آپ کے پاس majority ہے، آپ اسے منظور کرسکتے ہیں لیکن یہ مسئلہ قانون کا ہے، دستوریات کا ہے، اسے اتنے short انداز میں dismiss کرنا صحیح نہیں ہوگا۔ بہت شکریہ۔

Mr. Acting Chairman: Thank you. I now put the amendment proposed by Prof. Khurshid *sahib* to the House.

(The motion was negatived)

Mr. Acting Chairman: The question is that clause 9 do form part of the Bill? All those members who are in favour of clause 9 may rise in their seats. Count be made please.

(Count was made)

Mr. Acting Chairman: All those members who are against clause 9 may rise in their seats. Count be made.

(Count was made)

Mr. Acting Chairman: Seventy three members have voted in favour of clause 9 and two members are against it.

(The motion was carried)

Mr. Acting Chairman: So, the motion is carried by the votes of not less than two thirds of the total membership of the House. Clause 9 therefore, forms part of the Bill.

Now we move to Clause No.10. The question is that clause 10 do form part of the Bill? All those members who are in favour of clause 10 may rise in their seats. Count be made please.

(Count was made)

Mr. Acting Chairman: All those members who are against clause 10 may rise in their seats.

(No one rose up)

Mr. Acting Chairman: Seventy five members have voted in favour of clause 10 and none against it.

(The motion was carried)

Mr. Acting Chairman: So, the motion is carried by the votes of not less than two thirds of the total membership of the House. Clause 10 therefore, forms part of the Bill.

Now we move to clause 11. The question is that clause 11 do form part of the Bill? All those members in favour of the clause may rise in their seats. Count be made.

(Count was made)

Mr. Acting Chairman: All those members against clause 11 may rise in their seats.

(No one rose)

Mr. Acting Chairman: Seventy five members have voted in favour of clause 11 and none against it.

(The motion was carried)

Mr. Acting Chairman: So, the motion is carried by the votes of not less than two thirds of the total membership of the House. Therefore, clause 11 forms part of the Bill.

We may now take up clause 1, preamble and title of the Bill. The question is that clause 1, preamble and title do stand part of the Bill. All those members in favour of the clause may rise in their seats. Count be made.

(Count was made)

Mr. Acting Chairman: All those members against it may rise in their seats.

(No one rose)

Mr. Acting Chairman: Seventy five members have voted in favour of clause 1, preamble and title of the Bill and none against it.

(The motion was carried)

Mr. Acting Chairman: So, the motion is carried by the votes of not less than twp thirds of the total membership of the House. Clause 1, preamble and title of the Bill therefore, form part of the Bill.

Bokhari *Sahib*, please move Item No. 16.

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Sir, I beg to move that the Bill further to amend the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan [The Constitution (Twentieth Amendment) Bill, 2012] be passed.

Mr. Acting Chairman: It has been moved that the Bill further to amend the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan [The Constitution (Twentieth Amendment) Bill, 2012] be passed.

As per rules, the decision on the motion will be by division. The procedure regarding voting by division is mentioned in Third Schedule of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate 1988. As per procedure, the division bells will be rung for two minutes to enable members not present in the Chamber to return to their places; immediately after the bells stop ringing, all the entrances to the Lobby will be locked and the Senate staff posted at each entrance will not allow any entry or exit through these entrances until the division has concluded. I will then put the motion before the House and the members who are in favour of the motion will move to my right and against it to the left divide.

According as they wish to vote, members will then proceed to the Ayes or the Noes Lobby and there pass in single file before the tellers. On reaching the desk of the tellers, each member will, in turn, call out the division number which will be allotted to him for this purpose. The tellers will then mark off this number on the division list simultaneously calling out the name of the member. In order to ensure that his vote has been properly recorded, the member should not move off until he has clearly heard the teller thus call out his name. The division number allotted to each member has been communicated separately which is marked on the seat-card of each member.

When the voting process will be completed in the division lobbies, the tellers will present division list to the Secretary who will count the votes, recorded thereon and then present the total of the "Ayes" and "Noes" to me. I will then announce the result to the

House. The division will not be at an end until the result is so announced.

So, the division bells may be rung for two minutes to enable members present in the Chamber to return to their seats.

(At this stage the bells were rung)

جناب قائم مقام چیئرمین: جب دو منٹ پورے ہو جائیں تو مجھے بتائیے گا۔ ہو گئے ہیں جی؟

The Senate staff may lock all the entrances to the lobbies please. I now put the motion before the House. The question is that the Bill further to amend the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan [The Constitution (Twentieth Amendment) Bill, 2012] be passed.

The honourable members along with their division number may please move either to the 'Ayes' to my right or 'Noes' to my left, as they wish.

(At this stage voting was made)

Mr. Acting Chairman: Voting has been completed and I request the Secretary to collect the record and count the votes.

(At this stage count was made)

Mr. Acting Chairman: The result of the division has been received, therefore, all the entrances be unlocked. All members are requested to be seated.

بخاری صاحب! ممبر پہنچ گئے ہیں؟

I will now announce the result of voting, 74 members are in favour of the motion regarding passage of the Bill and 2 members are against it. So, the motion is carried by the votes of not less than two thirds of the total membership of the Senate and consequently the Bill stands passed.

I now give the floor to the Prime Minister of Pakistan.

Address of Prime Minister of Pakistan

سید یوسف رضا گیلانی (وزیر اعظم پاکستان): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین!
میں آج 20th Amendment of the Constitution کے passage پر پورے ایوان کو، پوری
قوم کو، آپ کو اور تمام قائدین کو، political leaders کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ آپ نے جو یہ
آئینی ترمیم pass کی ہے اس سے جمہوریت میں استحکام آئے گا۔ جو پاکستان movement تھی، جو
تحریک پاکستان تھی وہ بھی جمہوری اقدار کے لیے تھی اور وہ تحریک پاکستان جو ہے وہ اس جمہوری عمل کی
ایک اساس ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ہم اس کو آگے لے کر بڑھ رہے ہیں۔ یہ تیسری مرتبہ
constitutional amendment آئی ہے۔ تین constitutional amendments آئی ہیں اور
آپ نے دیکھا ہوگا کہ ۱۹۷۳ کے Constitution سے لے کر اب تک، اور ۱۹۷۳ کے آئین سے
اگر پیچھے جائیں تو ۱۹۵۶ کا جو آئین بنا تھا اس وقت میرے والد بھی اس آئین ساز اسمبلی کے رکن تھے
اور جب ۱۹۵۶ کا آئین pass ہوا تو اس وقت کو آپ دیکھیں تو جو Constituent
Assembly کے اراکین تھے وہ ننگے پاؤں قائداعظم کے مزار پر گئے، یہ pay homage کرنے کے لیے
گئے کہ جو محب وطن لوگ ہیں، جو اس ملک کے خیر خواہ ہیں، وہ ان کی زندگی میں اور ان کی زندگی کے
بعد بھی ان کا احترام ویسے ہی کرتے ہیں جیسے انہوں نے as a founding father ملک بنایا۔ وہ
ننگے پاؤں وہاں گئے۔ پھر آپ دیکھیں اس آئین کا حشر کیا ہوا۔ اب ۱۹۷۳ کا جب آئین بنا تو اس کے
لیے، میں نے پہلے بھی کہا آج میں پھر ذرا تفصیل سے سینیٹ میں بات کروں گا، جو ۱۹۷۳ کا آئین تھا
اس وقت it was only West Pakistan, اس وقت East Pakistan جدا ہو چکا تھا اور جب
مشرقی پاکستان کے اراکین ہٹ گئے تو ادھر صرف 128 votes تھے اور ان میں بھی بہاولپور ریاست
کے کچھ اراکین کی reservations تھیں اور جو ۱۹۷۳ کا آئین pass ہوا، میں سمجھتا ہوں وہ ضامن
ہے آج پاکستان کی security کے لیے، اگر خدانخواستہ یہ آئین پاکستان نہ ہوتا تو after the fall of
Dhaka باقی پاکستان کو intact رکھنا بہت مشکل تھا۔ یہ 1973 کا آئین ہے جو پاکستان کی سالمیت کا
ضامن ہے۔ اس لیے جب وہ ۱۲۸ اراکین کا ہاؤس تھا، it was unicameral system اب
۱۹۷۳ کے آئین میں bicameral system رکھا اس وقت کے جو architect of the
Constitution, that was bicameral system. آج اس bicameral system کی

بدولت یہ پارلیمنٹ ہے۔ اس آئین میں تھا کہ two thirds majority of the Upper House and two thirds majority of the Lower House جب تک نہیں ہو گی اس وقت تک اس ملک میں کوئی آئینی ترمیم نہیں ہو سکتی۔ چھوٹے صوبوں کو یہ protection دی گئی۔ چھوٹے صوبوں میں احساس محرومی تھا۔ کوئی بڑا صوبہ اکثریت کے بل بوتے پر آئینی ترامیم اگر صرف قومی اسمبلی میں کرلے تو چھوٹے صوبے رہ جاتے ہیں۔ ہم provincial autonomy میں believe کرتے ہیں، ہم چاہتے ہیں کہ صوبائی خود مختاری کو strengthen کیا جائے۔ آئین میں bicameral system بنایا گیا، آج اس کی بدولت ہم آپ کے پاس سینیٹ کے ایوان میں کھڑے ہیں چونکہ یہاں چاروں صوبوں کی برابری کی سطح پر نمائندگی ہے اور آج جو amendment ہوئی ہے two thirds majority of the Senate and two thirds majority of the National Assembly of Pakistan, it is now 442 members, not 128 members, 442 members, it is a big achievement and that is another feather in the cap of the parliamentarians. میں سنتا رہتا ہوں، لوگ کہتے رہتے ہیں، it is rubber stamp. ان کو سمجھ نہیں آرہی کہ ڈکٹیٹروں نے آئین کا جو حلیہ بگاڑ دیا، اس کے بعد ۱۹۷۳ کے آئین کا کیا حلیہ بگاڑ دیا، اب جب ہم مہذب دنیا میں جاتے تھے تو لوگ کہتے تھے whether your country is a Parliamentary form of government or a Presidential form of Government اور ابھی تک confusion رہی اور مجھے بھی لوگ وہاں جا کر کہتے تھے should we talk to the President or should we talk to the Prime Minister of this country. یہ hotch potch ہو گیا۔ Neither it was Parliamentary form of Government, nor a Presidential form of Government تو اس لیے آپ نے جو amendments کیں، 18th Amendment, 19th Amendment and 20th Amendment میں Parliamentary Committee کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں جنہوں نے اتنا بڑا کارنامہ سر انجام دیا۔ یہاں honourable members on the right side انہوں نے بھی کچھ باتیں کیں، I have highest regard and respect for the honourable members مگر میں ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ آپ یہ دیکھیں کہ past میں کتنی غلطیاں ہوئیں اور ان کی کتنی درستی ہو چکی ہے اور صرف ہم نے یہ کام complete نہیں کرنا، آگے والی generations نے

بھی کرنا ہے مگر اب میں assure کرنا چاہتا ہوں کہ اب کام آگے چلیں گے، پیچھے نہیں جائیں گے۔ یہ step forward ہے کہ جو ایک basic right of a person ہے the right of vote اگر وہ بھی آپ کے پاس نہ ہو تو پھر کیا آپ civilized country کہلائیں گے۔ آپ کے پاس تو right of vote بھی نہیں تھا۔ اس وقت کی آمریت کیا کرتی تھی، dictators کیا کرتے تھے کہ ٹیلی ویژن پر آکر کہہ دیتے تھے کہ اسمبلی ٹوٹ گئی اور caretaker set up میں ہم نے فلاں کو بنا دیا، was that proper? اس وقت کیا وہ درست بات تھی کہ ایک آدمی اٹھ کر کہہ دے کہ میں فلاں کو nominate کر رہا ہوں اسمبلی برخاست۔ اب آپ دیکھیں کہ اس سے کتنی بڑی improvement ہے۔ ہمیں تو وہ بھی یاد ہے جب آپ کو Prime Minister imported منگوانے پڑتے تھے اور ان کا I D Card یہاں آ کر بنتا تھا؟ was that justified? تو اس لیے آج آپ بہت آگے جا چکے ہیں۔

میں آپ کو یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ Independent Election Commission میں Leader of the House or Leader of the Opposition اپنی داڑھی کسی اور کے ہاتھ میں نہیں دیں گے، وہ خود sensible ہوں گے، خود اپنا فیصلہ کریں گے۔ اگر وہ اتنے ہی نااہل ہوں گے تو پھر کوئی ضرورت پڑے گی tier one and tier two تک جانے میں اور اس میں، میں پھر President of Pakistan کو credit دینا چاہتا ہوں، آپ نے ان کے اختیارات واپس لیے ہیں ۔ یہاں میں کبھی اپوزیشن سے سنتا تھا اور ایک اپوزیشن ملک سے باہر بھی ہے جو پارلیمنٹ کے اندر نہیں ہے تو وہ بھی کہتے تھے کہ ہم اس صدر کی موجودگی میں الیکشن میں حصہ نہیں لیں گے۔ اب میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ صدر صاحب کا جب role نہیں ہے تو اب آپ سب انتخابات میں حصہ لیں گے یا نہیں لیں گے۔ ہم نے انتخابات کو credible بنا دیا ہے۔ ایک credible election ہو چکا ہے کہ اب آپ کا جو right ہے وہ قائد حزب اختلاف اور قائد ایوان determine کریں گے اور پہلے تو 58 (2) (b) ہوتا تھا that was the hanging sword جس وجہ سے اب جب لوگ مجھے کہتے ہیں -- اب آپ دیکھیں کہ اس اسمبلی نے چار سال کی مدت پوری کر لی، ۱۸ فروری کو میں elect ہوا تھا as a member of the National Assembly وہ تاریخ دو دن پہلے گزر گئی۔ آج آپ دیکھیں کہ اگر آپ کو چار سال پورے ملے ہیں تو کیوں ملے ہیں؟ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ 58(2)(b) کی powers اب صدر کے پاس نہیں ہیں۔

دوسری یہ بات بھی میں آپ کو بتانا چاہ رہا ہوں کہ coincidently the Prime Minister and the President are from the same party جن کے leader of that party was the founder of this Constitution of Pakistan تو اس لیے ہم اس آئین کو بحال کرنا چاہتے ہیں with that spirit کہ original Constitution restore ہونا چاہیے۔ ہمیں اس سے کوئی سروکار نہیں ہے، اگر آج یہاں amendments ہو رہی ہیں تو میں اپنے آپ کو اس جگہ بیٹھ کر اور سوچ کر amendments کرا رہا ہوں کہ کل ہم اس side پر بھی بیٹھے ہوں گے، اس وقت ہمیں اتنی ہی تکلیف ہو گی جتنی Opposition کو آج ہو رہی ہے۔ ہم نہیں چاہتے تھے کہ ایسی amendments لائیں جس سے ہم یہ سوچیں کہ ہم نے Prime Minister ہی رہنا ہے کیونکہ it is for the future اور future میں آپ دیکھیں گے کہ جو آپ نے Constitution میں amendments کی ہیں، جتنی legislation کی ہے وہ پاکستان کی تاریخ میں کبھی نہیں ہوئی اور انشاءاللہ ہم ایسی قانون سازی کرتے رہیں گے۔

جناب والا! اگر ہم Constitution کو protect کریں گے، اس کو مزید improve کریں گے تو اس کے ادارے improve ہوں گے۔ جب ادارے improve ہوں گے تو پھر ملک کی governance میں بہتری آئے گی۔ میں یہاں بنیادی حقوق کی بات کرنا چاہ رہا تھا ۔ ابھی کچھ کہا گیا کہ ہم نے 28 members کو indemnify کرنے کے لیے یہ سب کچھ کیا ہے۔ میں آپ کو بتانا چاہ رہا ہوں۔ ابھی چار دن تک پھر ضمنی elections ہو رہے ہیں، کوئی اور election نہیں لڑ رہا، ہم ہی لڑ رہے ہیں اور openly elections لڑ رہے ہیں اگر یہ indemnify نہ بھی ہوتے تو ہم دوبارہ elections لڑ لیتے۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا مگر ہم نے ان کو indemnify کرنے کے ساتھ Constitution میں improvement بھی کی ہے۔ We have not brought this amendment for the protection of 28 members. This constitutional amendment Bill is to strengthen the Constitution اور اس میں ایک improvement آ گئی ہے، ایک ray of hope پوری قوم میں آ گئی ہے کہ جو next election ہو گا وہ free, fair, transparent, neutral set up کے تحت ہو گا۔ اب لوگوں کو یہ نہیں کہنا پڑے گا کہ elections have been stolen, یہ نہیں کہنا پڑے گا کہ ہمیں دھاندلی کے ذریعے ہرا دیا گیا ہے۔ اب جو جیتے گا تو لوگ اس کی credibility کو مانیں گے، جو ہارے گا he will

accept his defeat اور کھڑے ہو کر کہے گا کہ جناب! the nation has rejected me
تو we should have this courage to be realized that the nation wants
you or the nation does not want you. بہرحال الیکشن میں ہار جیت is a part of
the political process مگر whether you are sitting in the Opposition or in
the Government آپ کا کام to serve the people ہے۔ میں چرچل کا مداح ہوں جو یہ
کہتے تھے کہ politicians are like Head Waiters, who are occasionally made
to sit, the job of the waiter is to serve, that is not job of the waiter
to become the leaders کیونکہ ہمارا کام serve کرنا ہے whether we are here
or there, we will have to serve the nation that is our job اور اسی طریقے
سے اگر آپ کو right of vote ہے، آپ کو پتا ہے جس کو آپ نے ووٹ دیا ہے ، کمپیوٹر پر
results وہی آئیں گے، اگر آپ کو پتا ہے کہ آپ نے ووٹ دیا ہے تو ٹی وی پر results وہی آنے
چاہییں۔ پہلے یہ نہیں آتے رہے اور اسی وجہ سے ہماری credibility خراب ہوتی رہی ہے۔ میں اپنا تجربہ
بتانا چاہ رہا ہوں تاکہ you are convinced. میں اڈیالہ جیل میں تھا اور جنرل مشرف کا ریفرنڈم تھا
جو unconstitutional تھا، کسی جگہ پر ریفرنڈم کی بات نہیں ہوئی، ریفرنڈم ہو رہا تھا اور دوسرے
دن اخبار میں آیا کہ سپرنٹنڈنٹ جیل صاحب کو حکومت نے بڑی مبارکباد دی ہے اور اس کو بڑے
انعامات سے نوازا ہے کہ پانچ ہزار قیدیوں میں سے پانچ ہزار قیدیوں نے ہی جنرل مشرف کو ووٹ دیے
ہیں اور میرا ووٹ بھی اس کو مل گیا۔ آپ یہ سوچیں کہ had I right of vote? جب میرے ووٹ
کا حق بھی میرے اوپر نہیں ہے تو پھر یہ کس قسم کا ملک ہے۔ اس طرح میرا vote through
referendum جنرل مشرف کو ملنا مذاق نہیں ہے۔ آپ ہی بتائیں میں قیدی تھا اور میرا ووٹ ان کو
مل جانا is it justified? میں اس لیے چاہتا ہوں کہ ہمیں right of vote کا اب حق ہو گا کہ
everybody will vote جس کو وہ چاہتے ہوں گے۔

میں یہ بھی آپ کو بتانا چاہ رہا ہوں کہ اس وقت جو outgoing Parliament ہے، یہ جو
outgoing Senators ہیں، میں ان کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ کل تاریخ میں ان کا بھی نام
آئے گا کہ اس amendment میں یہ شخصیات بھی شامل تھیں جنہوں نے یہ پاس کیا ہے۔ تو اس لئے
they are becoming part of history.

(اس موقع پر اراکین نے ڈیسک بجائے)

دوسرا مسئلہ جو اہم ہے۔ بلوچستان کے جو issues ہیں یہ گھمبیر ہیں اور میں چاہتا ہوں it should be a collective wisdom and we should all sit together, whether you want APC, whether you want joint session, whether you want National Assembly session, I am ready to do that. جو leadership فیصلہ کرے کہ قومی اسمبلی کو بلانا ہے، سینیٹ کو بلانا ہے، joint session بلانا ہے، All Parties Conference بلانی ہے یا ہمیں خود چل کر leadership کے پاس جانا ہے we are ready to do that کیونکہ that is our priority No. 1 and we should not ignore Balochistan and بلوچستان کے جو rights ہیں ان کو ملنے چاہییں یہ ان کا حق ہے اور ہم انشاء اللہ دلوائیں گے۔

(اس موقع پر اراکین نے ڈیسک بجائے)

آج Domestic Violence Prevention and Protection Act, 2012 unanimously پاس ہوا ہے تو میں اس پر بھی آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ یہ 51% of the population کی protection کا Bill ہے that shows the majority of the Parliament جس نے یہ Bill pass کیا ہے۔ یہ ignored طبقہ تھا، جس کو right of vote آج بھی بہت ساری جگہوں پر نہیں ہے۔ میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ کل یہ بھی Bill ہونا چاہیے اور we should make sure that the ladies are allowed to vote. چونکہ otherwise یہ 51% of the population will go unattended یہ compulsory ہونا چاہیے کہ ان کو ووٹ دلوانا چاہیے۔ میں الیکشن کمیشن کے اس فیصلے کو سراہتا ہوں کہ باہر ممالک میں جو لوگ ہیں ان کو ووٹ کا حق ملنا چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت اچھی بات ہے اور ان کا right of vote ہونا چاہیے۔ ان کے stakes پاکستان میں ہیں، ان کے دل پاکستان کے ساتھ دھڑکتے ہیں اور ان کو ایک right of vote ہونا چاہیے تاکہ وہ ووٹ یہاں دے سکیں۔

ان الفاظ کے ساتھ میں ایک مرتبہ پھر آپ parliamentarians کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ بہت بہت مہربانی۔

(اس موقع پر اراکین نے ڈیسک بجائے)

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! ہمارے جو questions, motions and resolutions ہیں جو ہم نے سینیٹ سیکرٹریٹ میں جمع کئے ہیں وہ بھی آپ carry over کریں۔

Mr. Acting Chairman: They will be carried over. Now I will read out the prorogation order received from the President.

"In exercise of the powers conferred by Article 54 (1) of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I hereby prorogue the Senate session on the conclusion of its business on 20th February, 2012."

Sd/
(Asif Ali Zardari)
President,
Islamic Republic of Pakistan

[The House was then prorogued sine die]